رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

ھُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ

عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

ایڈیٹر - قاضی محمد ظہور الدین - اکمل

نمبر ۱۲ | ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ | مطابق دسمبر ۱۹۲۲ء | جلد ۲۱

[illegible]

[illegible]

فہرست مضامین

بچہ کی تعلیم ۴۷۵-۴۸۶ مولوی عبد الحلیم صاحب کنگی

۴۸۷-۴۹۴ - مولوی محمد عبد اللہ صاحب بلا پاری

مکاشفات سورۃ فاتحہ ۴۹۵-۴۹۸ میاں غلام مرتضیٰ صاحب تمیمؔ لبیبؔ

آریوں کے اعتراضوں کا جواب ۴۹۹-۵۰۱ مولوی عبد الحی صاحب عتیق سکندر آباد - دکن

خداوند کا حلیہ بائیبل میں ۵۰۲-۵۰۳ منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر

قرآن و حدیث سے پیشگوئیاں زمانہ حال کی نسبت ۵۰۳-۵۰۶ مولوی کرم الٰہی صاحب دعوۃ الہیا

نکتہ چین شیعہ مومنین کے ایمان و اخلاص کی پہچان ہیں ۵۰۷-۵۲۰ منشی ظہور حسین صاحب خادم

مخمس غیر احمدی علماء سے خطاب ۵۲۱-۵۲۲ عبد الرحمٰن شیدا قادیان

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خریداران ریویو و تشحیذ غور سے پڑھیں

احباب کرام۔ الحمد للہ کہ اس سال کے تمام رسالے میرے اہتمام میں تاریخ مقررہ پر نکلتے رہے۔ اب تک خریداران ریویو و تشحیذ کے رجسٹر ہائے حساب و کتاب الگ الگ تھے۔ لیکن جنوری ۱۹۲۳ء سے کھاتہ مشترک کر دیا جائیگا چنانچہ اس مقصد کیلئے میں نے نئے رجسٹر چھپائے ہیں جن پر صرف انہی خریداروں کے نام درج ہوں گے جن کا چندہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۱ء تک وصول ہے اور جنوری کا رسالہ بھی صرف انہی دوستوں کے نام روانہ کیا جائیگا۔ یہ تجویز مجبوراً اختیار کی گئی ہے حسابات کا صاف کرنا ضروری تھا کئی دوست ایسے ہیں جن کے ذمے کئی کئی سالوں کا بقایا ہے اور کئی دوست وہ ہیں جنہوں نے تاحال ۱۹۲۱ء کا چندہ ادا نہیں فرمایا۔ حالانکہ سال کے دوران میں چار بار وی پی کیئے گئے۔ اور چاروں دفعہ انکاری واپس آئے اور ہمیں اسطرح پر کم از کم ڈیڑھ سو روپیہ نقصان پہنچا۔ پھر ہم نے زیادہ بقایا داروں کے نام جوابی کارڈ لکھے چھاپکر نہیں دستی۔ کہ آپ کا کیا ارادہ ہے۔ قیمت کب دینگے۔ اور آیندہ رسالہ جاری رہے یا بند کر دیا جائے سخت دلی کی انتہا ہو گئی کہ ۴۰ خریداروں نے جوابی کارڈ ہی ہضم کر لئے۔

پس آیندہ انہی صاحبان کے نام ریویو بھیجا جائیگا جن کے ذمے بقایا نہیں ۔ الا ماشاء اللہ اس تجویز پر عمل کرنے سے چار سو خریدار کم ہو جائیگا۔ جس کے لئے میں اپنے خوش معاملہ خریداروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد درباره ریویو کو پڑھیں اور اگر دس ہزار نہیں تو کم از کم ریویو کے اتنے خریدار تو مہیا کریں جو وہ اپنا خرچ آپ چلا سکے۔ ہم نے تو ریویو کی طرف جماعت کی پوری توجہ جاذب کرنے کے لئے تشحیذ کی اشاعت بھی موقوف کر دی لیکن نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ خریدار پہلے سے بھی کم ہو رہے ہیں آ ایک دو دس بیس نہیں اکٹھے چار سَو۔

مہربانی فرما کر اوّل تو بذریعہ منی آرڈر ورنہ جلسہ سالانہ پر اپنا اپنا بقایا صاف کر دیں۔ اور جن کے ذمے بقایا نہیں۔ وہ ۱۹۲۳ء کی قیمت ادا فرمادیں تا تمام سال وی پی ہی نہ ہوتے رہیں۔ اور یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ نئے انتظام اور تشحیذ و ریویو کا کھاتہ ہونے کی وجہ سے تمام خریداروں کے نمبر بدل گئے ہیں ہر خریدار کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی چٹ پر اپنا خریداری نمبر پڑھ کر نوٹ کر لے۔ ۱۱۷۹ خریداری نمبر نہیں۔ یہ ڈاکخانہ کا نمبر ہے۔

مینیجر اردو ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بچہ کی تعلیم

آدمی تو خیر آدمی ہے۔ جانور اور پھر درندہ اور خونخوار جانور اور ان سے بھی بڑھ کر آدم خور وحشی انسان کوئی بھی ایسا نہ ہوگا۔ جو اپنے بچہ سے محبت نہیں کرتا ہوگا۔ چیونٹیاں زمین کے اندر۔ مچھلی پانی میں اور پرند ہوا میں صرف ایک ہی دُھن رکھتے ہیں کہ کسی طرح ان کی اولاد پروان چڑھے ؛

بے غرض۔ بے لوث اور بے نفاق محبت کا تعلق اگر کسی میں ہے تو وہ والد و مولود میں ہے ؛

انسانی اور حیوانی محبت میں فرق۔

جانوروں کی محبت اپنی اولاد کے ساتھ بعض اوقات آدمی کی محبت سے بڑھ جاتی ہے۔ مُرغی کی بساط ہی کیا ہے۔ لیکن جب چیل اس کے ننھے ننھے بچوں پر جھپٹتی ہے۔ تو اسے سر و پا کا ہوش نہیں رہتا۔ اور وہ بے تابانہ چیل سے برسر پیکار ہو جاتی ہے۔ گائے کیسی حلیم اور فروتن جانور ہے۔ لیکن اس کے بچہ پر ذرا رنج آنے دو۔ اور پھر دیکھو کہ گائے کی مسکینی غضبناکی سے بدل جاتی ہے لیکن جانور کی محبت فطرت کے ماتحت ہوتی ہے۔ جسے (Instinct) کہتے ہیں۔ اور انسان کی محبت۔ عقل۔ شعور اُمید پر مبنی ہے۔ مُرغی کے بچے جب بڑے ہو جاتے ہیں۔ تو پھر وہی مُرغی جو اُن کے لئے اپنی جان کی پروا نہیں کرتی تھی۔ انہیں بچوں کو مار مار کر نکالتی اور اپنے سے دور کرتی ہے ۔ اسی طرح بکری۔ بلی اور دوسرے جانور مرغی فطرت کی طرف سے جس طرح ان کی پرورش کرنے پر مجبور ہے۔ اسی طرح ان سے نفرت کرنے پر بھی مامور ہے۔ جانور کا تعلق اولاد سے بڑے ہونے پر بکلّیہ منقطع ہو جاتا ہے۔ لیکن انسان اپنے افعال کا مختار ہے۔ چاہے تو وہ اپنے بچہ کی پرورش کرے چاہے انہیں چھوڑ دے۔ دودھ چھوڑ دینے کے بعد بلکہ بچوں کے عاقل و بالغ ہونے کے بعد بھی بچہ کا تعلق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانی ماں باپ سے رہتا ہے۔ جانوروں کی طرح [illegible] نہیں ٭

آؤ غور کریں۔ بھولے معصوم بے زبان اور بے حس و حرکت بچے سے ہم کیا سبق لے سکتے ہیں۔

چھ حالتیں

سنو! سنو!! بچہ اپنے غوں غاں میں یہ نصیحت کرتا ہے۔ اے جوانو! اے بل بوتے والے جوانمردو! تم کو تعجب ہو گا۔ اگر سنو گے کہ ایک دن تم بھی میری طرح بچہ بن جاؤ گے۔

ایک وقت تھا کہ جس کو آج تم بچہ کہتے ہو۔ وہ (۱) ماں کے پیٹ میں تھا۔ رحم ایک تاریک کوٹھڑی کی طرح ہے۔ بچہ پر ایک جھلی لپٹی رہتی ہے۔ اور اس جھلی کے اندر سے گذرتی ہوئی ایک نلی ہوتی ہے جو بچہ کی ناف سے لگی رہتی۔ اسی نلی کے ذریعہ سے بچہ کو خوراک پہنچتی (۲) دوسری حالت میں بچہ پھر پیٹ سے باہر نکل آتا ہے۔ لیکن اتنی بھی طاقت نہیں ہوتی۔ کہ اپنی کروٹ بدل سکے۔ دایہ یا ماں اس کی کروٹ ایک طرف سے دوسری طرف بدلاتے ہیں (۳) تیسری حالت میں بچہ پیٹ کے بل گھسیٹتا ہے۔ اور بعینہ سانپ یا کیچوے کی طرح رینگتے رینگتے حرکت کرتا ہے۔ کبھی کبھی گھٹنوں کے بل چلتا ہے (۴) چوتھی حالت میں اگرچہ کھڑا ہونے کی طاقت کسی قدر آجاتی ہے۔ لیکن چلنے کے لئے لوگ انگلی کا سہارا دیتے ہیں یا کسی دیوار کو پکڑ کر قدم دو قدم چلتا ہے۔ بعض گاڑیاں ایسی بنی ہیں۔ جو بچوں کو چلنا سکھاتی ہیں (۵) پانچویں حالت خود بخود بغیر سہارے کے چلتا ہے۔ لیکن لڑکھڑاتا ہے۔ کبھی گرتا ہے۔ کبھی سنبھلتا ہے۔ کبھی گرتے گرتے منہ ناک زخمی ہو جاتے ہیں (۶) چھٹی حالت میں اچھا خاصہ دوڑنے لگتا ہے۔ ہاتھ پاؤں بھی مضبوط ہو جاتے ہیں۔

فی ستۃ ایام

یہ ہے بچہ کی ترقی کی رفتار۔ دنیا اور دنیا کی تمام مخلوق نباتات سے لے کر انسان تک ترقی کے میدان میں ان ہی چھ مدارج کو طے کرتی ہیں۔ اسی طرف اشارہ ہے فی ستۃ ایام کا۔

جس زینہ پر چڑھا تھا اسی سے اُترتا ہے

اب دیکھو آدمی جب اپنی کمال قوت جسمانی یعنی جوانی کو طے کر کے بڑھاپے میں قدم رکھتا ہے۔ تو جس سیڑھی پر جس ترتیب سے چڑھا تھا اسی سیڑھی پر الٹا واپس آتا ہے۔ چھٹی حالت میں بچہ دوڑنے کے قابل ہوتا ہے بوڑھے میں دوڑ دھوپ کی طاقت ہو جاتی ہے۔ پانچویں حالت میں بچہ جس طرح لڑکھڑاتے ہوئے چلتا ہے۔ اسی طرح بوڑھا بھی اپنی منزل کی دوسری منزل میں پاؤں میں لغزش۔ ہاتھوں میں رعشہ پاتا ہے۔ چوتھی حالت میں جس طرح بچہ بغیر سہارے کے کھڑے ہونے یا قدم دو قدم چلنے کے قابل نہیں رہتا۔ اسی طرح بوڑھا اپنی منزل کے تیسرے زینہ پر بغیر لکڑی یا آدمی یا دیوار کے سہارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ کھڑا ہو سکتا نہ قدم دو قدم چل سکتا ہے۔ پھر جس طرح بچہ تیسری حالت میں گھسیٹتا ہے۔ پیٹ کے بل رینگتا ہے۔ اسی طرح بوڑھا اپنے زوال کے چوتھے درجہ پر مجبور ہوتا ہے کہ حرکت کرنے کے لئے صرف گھٹنوں یا پیٹ کے بل گھسٹے۔ لیکن ہنوز اسمیں بیٹھنے یا کروٹ لینے کی طاقت رہتی ہے۔ آخر جس طرح بچہ اپنی دوسری حالت میں اتنی بھی طاقت نہیں رکھتا کہ کروٹ بدل سکے۔ اسی طرح شیخ فانی اپنے زوال کے پانچویں مقام پر اس قابل نہیں ہوتا۔ کہ اپنی کروٹ آپ بدل سکے۔ لوگ اس کی کروٹ بدلتے ہیں۔ لقمہ بنا کر اُسے کھلاتے ہیں۔ اس کا پاخانہ پیشاب صاف کرتے ہیں۔ اسوقت

من نعمرہ ننکسہ فی الخلق۔

وہ ناتوانی کا مجسمہ ہوتا ہے۔ کیا ہی سچ فرمایا ہے۔ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق۔ نکس کے معنے ہیں۔ واپس لانے کے۔ اُردو کا ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎

ناتوانی نے مٹایا امتیاز جسم و جان　　موت پھرتی ہے سرہانے میرے گھبرائے ہوئے

بالآخر جس طرح کہ بچہ اپنی ترقی کی پہلی منزل میں رحم کے تنگ و تاریک کوٹھڑی میں گذارتا ہے۔ جہاں اس کی غذا کے لئے ایک نلی لگی ہوئی رہتی ہے۔ اسی طرح بوڑھا اپنی منزل کی آخری اور چھٹی منزل مادر زمین کی رحم میں جا سماتا ہے۔ جس کو قبر کہتے ہیں۔ اور جہاں سے ایک کھڑکی یا تو دوزخ کی طرف یا جنت کی طرف کھلی رہتی ہے ؂

بچہ اسباب پرستوں کی عقل پر ہنستا ہے۔

ظاہر بین اور اسباب پرست اور دنیا دار لوگوں کی عقل پر ہنستا ہے جو ظاہری اسباب کو ناموافق دیکھ کر نا اُمید ہو جاتے ہیں۔ اور خدا پر بدگمانی کرنے لگتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ دیکھو میں کس قدر ضعیف ہوں۔ نہ میرے ہاتھ پاؤں میں طاقت ہے۔ نہ میرے دل و دماغ میں ہمت۔ نہ مجھ میں عقل ہے نہ علم۔ مجھ میں اتنی بھی سکت نہیں کہ ایک مکھی اپنے پر سے اُڑا سکوں۔ مجھ میں اتنی سُدھ بُدھ نہیں کہ آگ اور پھول میں تمیز کر سکوں درندہ۔ آگ۔ پانی۔ زہر سے دُور رہنا میری بلا جانے۔ کل میں کیا کھاؤں گا۔ اب کی سردیوں میں لحاف کی روئی کہاں سے آئیگی۔ میری پاپوش کو فکر لگی ہے۔ غرض دفع مضرت اور جلب منفعت کی تدبیریں جو تم کرتے ہو۔ مجھے آتی ہی نہیں۔ استعمال کرنا کیسا۔ لیکن دیکھو نہ میرا کوئی کام رُکتا ہے۔ نہ میں کبھی بھوکا رہتا ہوں نہ میرے ہونٹ دودھ کے لئے ترستے ہیں۔ میں نادانی سے قریب بھی چلا جاتا ہوں۔ لیکن آگ کی تکلیف سے بچا لیا جاتا ہوں۔ گھٹتے گھٹتے کنوئیں کے لب پر یا تالاب کے کنارہ پر پہنچ بھی جاؤں۔ تو مجھے کچھ خوف نہیں۔ میرے محافظ پانی کے اندر اپنے آپ کو ڈالکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے بچائینگے۔ آپ ڈوبینگے اور مجھے تڑائینگے۔ شیخ سعدی جو ایسی طرح کبھی بچہ تھے کیا خوب فرماتے ہیں :- ؎

نہ طفلے کہ آتش نہ دارد خبر نگہ داردش مادر مہرور
چو کودک بدست شناور دراست چہ ترسد دگر دجلہ پہنا ور است

اطفال اللہ یہی معنی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول کے کہ مقربین اطفال الحق ہیں اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ بندہ نوافل سے اسقدر قریب ہو جاتا ہے کہ خدا اسکی آنکھ۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں ہوتا ہے ؎

نگہدارد از تاب آتش خلیل چو تابوت موسیٰ ز غرقاب نیل
پس آناں کہ در وجد مستغرق اند ہمیں دان کہ منظور عین الحق اند

نتیجہ یہ نکلا کہ جو بچہ جس قدر زیادہ چھوٹا۔ زیادہ ضعیف اور جس قدر زیادہ معصوم ہوگا وہ ماں باپ کی گود میں زیادہ رہیگا۔ جس کو اصطلاح تصوف میں مقام قرب کہتے ہیں۔ اور جس طرح ضعف کے درجہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح قرب کی بھی منزلیں ہیں ؛

انت منی بمنزلة ولدی جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام پر اعتراض کرتے ہیں وہ سوچیں کہ یہاں ولدی کا لفظ نہیں ہے بلکہ بمنزلة ولدی ہے یعنے بجائے میری اولاد کے۔ تو مجھے ایسا پیارا ہے جیسے کہ باپ کو بیٹا۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور دیگر انبیاء کو جو پرانی کتابوں میں بیٹا کہا گیا۔ وہ اسی رنگ میں تھا ؛

اذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکراً۔

خدا کو ایسا یاد کرو۔ جس طرح تم اپنے باپ کو یاد کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

ربوبیت رحمانیت بچہ ماں باپ کے کسی مصرف اور کسی کام کا نہیں ہوتا سوائے تکلیف کے کوئی آرام اس سے نہیں پہنچتا۔ نہ علم اس کے پاس ہوتا ہے۔ نہ طاقت۔ نہ دولت لیکن باپ ہے کہ اس کے پرورش کی دھن میں لگا ہے۔ ماں ہے کہ اس کی خدمت اور پرداخت میں گداز ہوئی جاتی ہے۔ رات آپ جاگتی ہے۔ اور اسے تھپک تھپک کر سُلاتی ہے کل بچہ کیا کھائیگا۔ بڑا ہو کر کیا کریگا۔ کیا تعلیم اس کو دینی مناسب ہوگی۔ یہ اور اس قسم کی بیسیوں فکریں باپ کو اسوقت سے لاحق حال ہوتی ہیں۔ جبکہ وہ ہنوز پوتڑوں ہی میں ہوتا ہے۔

یہی حال اور یہی تعلق عبد و معبود میں ہے۔ بندہ خدا کے کس مصرف کا ؟ سارے بندے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام عمر اگر اُس کی عبادت میں صرف کردیں۔ تب بھی اُس کی کبریائی اور جبروت میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا تمام فرشتے سارے جن اور کل آدمی اس کی بندگی سے منہ موڑ لیں۔ تب بھی اس کے جلال اور کمال میں فرق نہیں آسکتا۔

پیدا کرنے کی محبت

لیکن جس طرح کہ ماں باپ پیدا کر کے بچہ کی پرداخت اپنے ذمے لیتے ہیں اسی طرح خالق اکبر کہ اس نے ہمیں پیدا کیا۔ ہماری ہر ضرورت کا ذمہ وار ہے۔ کیا محبت بھرے لفاظ ہیں۔ پیدا کرنیوالے پالنہار کے۔ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ویعلم مستقرھا ومستودعھا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو زمین پر چلتا ہے۔ انسان ہو۔ درندہ ہو۔ چرندہ ہو۔ پرندہ ہو سب کی روزی خدا پر ہے۔ خدا کے ذمہ ہے۔ نہ صرف روزی بلکہ مستقر و مستودع بھی۔ بچوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ فرمایا۔ نحن نرزقکم وایاھم۔ ہم تمہاری اور تمہارے بچوں کی روزی پہنچاتے ہیں۔

ایک سوال کا جواب

ایک خدشہ یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ ماں باپ اس اُمید پر بچوں کو پالتے ہیں کہ آیندہ وہ ان کے کام آوینگے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جانور کس اُمید پر اولاد کی مامتا رکھتے ہیں۔ پھر بہتوں کی اولاد گنگی۔ بہری۔ اندھی۔ مجذوم ہوتی ہے۔ ان کو بھی ماں باپ ہی پالتے ہیں۔ علاوہ بریں جب آئے دن ماں باپ دیکھتے ہیں کہ بچے بچپن میں مرجاتے ہیں۔ ماں باپ ہی ان سے الگ ہو جاتے ہیں۔ تب اُمید کیسی۔

علیٰ ہذا القیاس رحیم و کریم مولا اپنے اُن ناقص بندوں کو جو گنہگار ہیں۔ نابکار ہیں۔ اس کے راہ میں چلتے ہوئے لنگڑاتے ہیں۔ اس کی صفات کے مشاہدہ سے اندھے ہیں۔ جن کی زبان اس کی شکر گذاری اور حمد کرنے سے گنگ ہے۔ حتیٰ کہ وہ جو اسے اپنا پیدا کرنیوالا ہی نہیں مانتے۔ یکساں روزی دئے جاتا ہے۔ دولت و عزت۔ صحت دئے جاتا ہے۔ یہ محض اس کی ربوبیت ہے۔

رحیمیت

بچہ جس طرح بڑا ہو کر مختار ہوتا ہے کہ چاہے باپ سے محبت کرے۔ باپ کی مرضی پر چلے یا باپ سے نفرت کرے اور بدراہ ہو۔ اگر وہ باپ کے رنگ میں رنگین ہوتا ہے تو باپ کی فطری محبت پھر عود کر آتی ہے۔ اور ایک گہرا تعلق باپ بیٹے میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ باپ کے برخلاف ہو۔ تو تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ کبھی عاق تک نوبت آتی ہے۔ اسی طرح انسان ہوش و عقل آجانے کے بعد اپنے مالک و رازق کی مرضی پر چلتا ہے۔ تو مومن کہلاتا ہے۔ اور رحمت خاصہ سے ممتاز ہوتا ہے۔ جس کو قرآن کریم کی اصطلاح میں رحیمیت کہتے ہیں یہی وہ رحمت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس سے انسان ولایت کے درجہ تک ترقی کر سکتا ہے۔ اور یہی وہ رحمت ہے کہ اس کے سایہ میں ایک انسان ترقی کرتے کرتے وہاں تک پہنچا کہ اس کا نام ہی رحمت ہو گیا۔ بلکہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

لیکن انسانی باپ اور آسمانی باپ میں یہ فرق ہے کہ انسانی باپ اپنی نافرمانی کی برداشت نہیں رکھتا نافرمانی سے اس کے تعلق اپنے مولود سے کٹ جاتے ہیں۔ لیکن دیالو۔ کرپالو۔ پالن ہار کا تعلق نافرمان گنہ گاروں سے پھر بھی نہیں کٹتا۔ رحمت خاصہ سے سرفرازی تو نہیں ہوتی۔ لیکن پرورش پرداخت جاری رہتی ہے ؞

عذاب جہنّم ابدی نہیں

یہاں تک کہ وہی رحمت کا تعلق وہی پیدا کرنے کی محبت جہنم میں بھی گنہگاروں کو نہیں چھوڑتی۔ اور ایک وقت آتا ہے کہ جہنم خالی پڑا بھائیں بھائیں کرتا ہو گا۔ بعینہٖ وہی حال ہے۔ ایک باپ کا جو نالائق اور ناہنجار بیٹے کو مبتلائے آلام و مصائب دیکھ کر اس کا دل پسیجتا ہے۔ اور اس کی نالائقی اور بدمعاشی کا خیال نہ کر کے کسی طرح اسے جیل خانہ سے چھڑانے کی فکر کرتا ہے۔ سبحانک یا من سبقت رحمتہ علےٰ غضبہٖ۔ اللّٰھم انّی اعوذ بمعافاتک عن عقوبتک ؞

بچہّ محبّت سیکھتا ہے

نادان اور بے زبان بچہ کیا جانتا ہے کہ محبّت کیا چیز ہے۔ اور نفرت کی حقیقت کیا ہے۔ عجیب اتفاق ہے۔ مرغی اپنے بچوں کو غذا کی تلاش کا طریقہ سکھاتی ہے۔ کوّا چھوٹے بچے کو چونچ چیر چیر کر کھانا سکھاتا ہے۔ بلّی اپنے بلّوں کو شکار کرنا سکھاتی ہے۔ لیکن آدمی کا بچہ چونکہ کھانے کا طریقہ معلم فطرت کی طرف سے سیکھ کر آتا ہے۔ اس لئے اس کے سیکھنے کے لئے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ سوائے اس کے کہ محبّت کرنا سیکھے سب سے پہلے جو چیز وہ سیکھتا ہے۔ وہ محبّت ہوتی ہے۔ محبّت وہ کس طرح سیکھتا ہے؟

ماں باپ پہلے محبّت کرتے ہیں

ماں باپ پہلے بچّے سے محبّت کرتے ہیں۔ ماں اس کی بھولی بھولی اداؤں پر مرمٹی جاتی ہے۔ بچہ کی ہر ضرورت اور فرمایش کو پوری کرتی ہے بچہ چپکے چپکے ان حرکات و سکنات کو دیکھتا ہے۔ اور ماں باپ کی شفقتوں اور احسانوں کا اثر رفتہ رفتہ اس کے دل پر ہی ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بھی اُن سے محبّت کرنے لگتا ہے۔ پہلے اُسے معلوم نہیں ہوتا کہ کون اس کی ماں ہے۔ کون اس سے محبّت کرتا ہے۔ پھر جب وہ متواتر تجربوں اور علامات و آثار سے معلوم کر لیتا ہے کہ فلاں عورت یا فلاں مرد اس سے محبّت کرتا ہے۔ تو وہ بھی ان سے محبّت کرتا ہے۔ اس کی گود میں اُسے چین آتا ہے۔ پرائی گود اس کی وحشت کو بڑھاتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے ۔ اور اس سے پھڑک کر نکلنے کی کوشش کرتا ہے ۔

اس طرح ماں باپ آپ محبت کر کے بچہ کو محبت کرنا سکھاتے ہیں ۔ خداوند تعالیٰ کی دو۲ محبتیں ہیں عام اور خاص ۔ محبت عامہ جو ساری مخلوقات پر حاوی ہے ۔ اس محبت کو خدا نے پہلے آپ کیا ۔ اور دُنیا کی پیدائش اس کے مستقر و مستودع کا انتظام خود کیا ۔ اور پھر ادراک و شعور والے حیوانات کو سکھایا کہ اسطرح اپنے مولود اور روز ائیدہ پود کی پرورش و پرداخت کرنی چاہیئے ۔ نباتات جو اپنے تخموں اور بیجوں کی نگہداشت کرتے ہیں ۔ حیوانات جو اپنے بچوں کو پالتے ہیں ۔ دشمنوں اور مضرتوں سے ان کو بچاتے ہیں ۔ یہ ساری محبتیں اسی محبت عامہ الٰہیہ کی پرتو اور ظل ہیں ۔

محبت خاصہ جو مومنین و مقربین کے لئے مخصوص رکھی ۔ اس کی ابتدا بھی اسی نُور السموات کی طرف سے ہوئی ۔ ع تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا میشود ۔ خداوند تبارک و تعالیٰ جب نُور ہے ۔ تو نُور کے لئے پروانہ کا ہونا ضروری ہے ۔ لیکن پہلے نُور ہوتا ہے پیچھے پروانہ ۔ حضرت موسیٰ کو ارشاد ہوتا ہے ۔ القیت علیک محبۃ منی ۔ ہم نے اپنی محبت تجھ میں ڈالی ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم دُعا سکھاتے ہیں ۔ اللھم ارزقنی حبک ۔ الٰہی اپنی محبت مجھے روزی کر ۔ اور ایک جگہ ارشاد قرآنی ہے ۔ واصطنعتک لنفسی ۔ اے موسیٰ ہم نے تجھ کو اپنے لئے چن لیا ۔

خدا نے ایک بندہ سے ایسی محبت کی کہ اس کی اتباع اور اطاعت سے اپنی محبت کو وابستہ کر دیا ۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔

ایک لطیفہ حضرت خلیفۃ المسیح کا الہام ہے ۔ Love creats love یعنی محبت محبت کو پیدا کرتی ہے ۔ اس کے ساتھ بائبل کا ایک جملہ ہے ۔ God is love ان دونوں کو جوڑ کر بقاعدہ منطقی نتیجہ نکالو ۔ God is love and love creats love. Then God creats love.

اللہ ھو الحب ۔ والحب یخلق الحب ۔ فاللہ یخلق الحب ۔

اسلام ۔ امان ۔ احسان اپنے پیدا کرنے والوں ۔ پالنے والوں کی مرضی پر بچہ گردن رکھ دیتا ہے لیکن بغیر کسی شعور و ادراک کے ۔ جو کھلاؤ ۔ جو پہناؤ ۔ جہاں سلاؤ ۔ تمہاری مرضی ۔ جس حالت میں رکھو ۔ ماماؤں ۔ اناؤں ۔ دداؤں کی جھرمٹ میں رکھو ۔ گھڑی گھڑی کی خبر ڈاکٹر کو دیا کرو ۔ یا یہ کہ اپنے کام کاج کے لئے افیون کھلا کر اور ایک چیتھڑے میں لپیٹ کر کسی کونے میں ڈال دو ۔ کہ سانپ ڈس لے ۔ تو کوئی خبر گیراں نہ ہو ۔ کُتے ۔ بلّیاں ۔ مکڑیاں ضرر پہنچا دیں حشرات الارض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حملہ کریں۔ تو پوچھنے والا کوئی نہ ہو۔ درجہ ایمان میں جب اسکی عقل بڑھتی ہے۔ اور اسکی سُدھ بُدھ اُسے بتلاتی ہے کہ کون ماں ہے اور کون باپ۔ تو وہ اس کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اس کے بعد جب اس کا احساس اور ادراک ترقی کرتا ہے۔ اور بعض اوقات وہ خود ماں یا باپ ہو کر معلوم کر لیتا ہے کہ ماں باپ نے کس طرح پہلے اس سے محبّت کی۔ کس دُکھ و تکلیف سے اُسے پالا۔ اور کس قدر رحمت و شفقت سے ان کے نگران حال رہے۔ تو اس کی محبّت بھی ان کے لئے جوش میں آتی ہے۔ اور ان کی رضا پر راضی رہنا۔ ان کے کام کرنا۔ ان کے ساتھ عاجزی و مسکینی و حلیمی سے پیش آنا اختیار کرتا ہے قرآن کریم جو معلم فطرت ہے۔ اس کی طرف یوں اشارہ کرتا ہے۔ ووصینا الانسان بوالدیہ احساناً۔ کیونکہ حملتہ اُمہ کرھا ووضعتہ کرھا اور ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ اور حکم دیتا ہے اس دُعا کا۔ رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔

ہمہ اوست

بچہ کا گوشت پوست اسمیں شک نہیں کہ ماں باپ کا دیا ہوا ہے۔ علم۔ زبان۔ عادات اخلاق باپ ماں ہی کے سکھائے اور بتلائے ہوئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ماں باپ کے ایک برس پہلے کے خیالات کا اثر بچہ پر ہوتا ہے۔ اکثر اوقات بچے بالکل باپ یا ماں کے ہمشکل ہوتے ہیں۔ آواز۔ چال۔ چہرہ مہرہ۔ بلکہ بعض اوقات رسم الخط بھی باپ بیٹوں کا پہچانا نہیں جاتا۔ نوعی مشابہت تو انسان سے لیکر نباتات تک میں ہے۔ آم کا بیج اپنے جیسا دوسرا بیج یا اپنے ہی مزہ اور رنگ و بو کا بچہ پیدا کرتا ہے۔ وقس علیٰ ہذا۔ حدیث میں اس قائف کا حال پڑھا ہو گا کہ جو باپ بیٹے کو اکٹھے سویا دیکھ کر صرف پاؤں کی ساخت پر تاڑ گیا تھا کہ کون اصل ہے اور کون فرع۔

اسی طرح مخلوق کے ذرّہ ذرّہ میں خالق حقیقی کا جلوہ ہے۔ معرفت کردگار کا شاہد ہر ورق درخت ہے میرے خیال میں ہر ایک انسان عام ازیں کہ وہ مقرب بارگاہ صمدیت ہو یا کہ رند خراب حال اعلیٰ درجہ کا متقی ہو یا پرلے درجہ کا ڈاکو وہ اپنے اندر کچھ نہ کچھ اپنے خالق کا گُن رکھتا ہے۔ بڑے بڑے ڈاکوؤں اور خونیوں کے حالات پڑھو۔ اُن میں کوئی نہ کوئی صفت یا خوبی ایسی پاؤ گے۔ جو بڑے بڑے زاہدوں میں ملنی مشکل ہو گی۔ ایسے لوگ جہاں اپنے ہاتھ اُمراء اور حکام کے خون سے آلودہ کرتے ہیں۔ وہیں یتیموں اور بیواؤں کی وہ دستگیری کرتے ہیں۔ خاتم الاولیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس خوبی سے اس حقیقت پر سے پردہ اُٹھایا۔ آپ فرماتے ہیں :۔

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

چشم مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا   کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اسمیں جمالِ یار کا

کسی میں اس احسن الخالقین کا حُسن۔ کسی میں اس نور السموات کا نُور۔ کسی میں اس شدید العقاب اور شدید البطش کی شان جلالی۔ تو کسی میں اس وسعت رحمتی والے کا رحم و کرم نمایاں ہے۔

یہ مخلوق جو اِن صفات خالق سے متصّف ہے۔ وہ محض اس لئے کہ ان کا خالق ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خالق کے گُن مخلوق میں ضرور آئینگے۔ زمین کو دیکھئے۔ اور اس بیج کو دیکھئے۔ جو اسمیں ڈالا جاتا ہے ان دونوں میں نہ رنگ ہے۔ نہ مزہ ہے۔ نہ بُو۔ نہ مخمل سی نازکی یا کانٹے کی سی دُرشتی۔ لیکن جب ایک پودا زمین سے اُگتا ہے۔ تو نرم و نازک پنکھڑیاں۔ خوشبو اور خوشرنگ پھول۔ خوش ذائقہ اور رسیلے پھل نکل آتے ہیں۔ ان کو یہ گُن کس نے بخشا۔ بنانیوالے کے ہاتھ نے۔ مختصر یہ کہ ہر ایک مخلوق عام ازیں کہ وہ جاندار ہو یا بے جان اپنے اندر خالق کا کچھ نہ کچھ گُن رکھتی ہے۔ اور اسی خالق بے ہمتا کے گوناگوں گُن ہیں۔ جو گوناگوں شکلوں میں نمایاں ہیں۔ لیکن انسان جو خلیفۃ اللہ علی الارض ہے۔ اس میں چونکہ احسن الخالقین نے احسن تقویم کا استعمال فرمایا ہے۔ خدائی صفات۔ مظاہر قدرت و جبروت نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ یہ مٹھی بھر کی جان شیروں۔ ہاتھیوں سے لے کر آب تو دریاؤں۔ پہاڑوں اور ہوا تک پر حکومت کر رہی ہے۔ خدائی نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ تو بطور رحمانیت اور خالقیت کے عطا شدہ خواص ہیں۔ ایک اور خاصیت جو انسان میں موضوع ہے۔ اور جو اُسے فرشتوں سے بھی ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اگر وہ چاہے تو خدا صفت بنجا سکے۔ انسان میں اگر اخلاق اللہ حاصل کرنے کی طاقت نہ ہوتی تو تخلقوا باخلاق اللہ کا حکم کیسے آتا۔ لا یکلف نفساً الا وسعہا۔ انسان اگر کوشش کرے۔ اور مرضات اللہ کے مقابل اپنے آپ کو ڈالدے۔ اور کالطفل الرضیع فی حجر امہ بن جائے۔ تو پھر جس طرح لوہا آگ میں پڑ کر آگ ہی بن جاتا ہے۔ وہی سوزندگی۔ وہی تابندگی۔ وہی رنگ۔ وہی خاصیت اسی طرح

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے   تیرے ملنے سے ہی اس ذات کو پایا ہمنے

مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اور فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم

بڑا ہتھیار

باوجود بے اختیاری کے۔ باوجود بے کسی اور ضعف کے بچہ اپنی بات منوا کر اپنی ضرورت پوری کروا کر چھوڑتا ہے۔ سرکش و خونخوار بادشاہ بھی اس کی بات ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور رحیم و کریم صوفی بھی اس کے کہنے سے بے خبر نہیں ہو سکتے۔ اس کا ہتھیار صرف یہی ہے کہ وہ زد نا ہے۔ ہاں صرف روتا ہے۔ یہی گریہ ہے۔ جو سرکشوں اور غصیلے انسانوں کے سنگین دل کو موم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر دیتا ہے۔ یہی رونا ہے۔ جو نیک نہاد اور رحم والے دلوں کو گداز اور سوز سکھاتا ہے ؎

پیغمبروں کا سارا کارخانہ دعاؤں پر چلتا تھا۔ خاتم الاولیاء نے نواب صاحب کے بیٹے کی قضائے مبرم کس طرح ٹلا دی؟ مدد کر! کیا خوش قسمت انسان تھا۔ وہ جس کے دعائے جنازہ میں جری اللہ نے فرمایا کہ ہم نے دم نہیں لیا۔ جب تک اُسے جنت میں چلتا پھرتا نہیں دیکھ لیا۔ اس ہتھیار کی آزمائش اور اس تیغ کی پرسش دینے پر موجود ہے۔ ایدہ اللہ بنصرہٖ آمین ؎

فطرت اسلامیہ

نجات کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان بچہ بن جائے۔ بچّہ میں دو۲ خاصیتیں اور دو۲ صفتیں عام طور پر نمایاں ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ اپنے بڑوں کی مرضی پر گردن رکھ دیتا ہے (تشریح اوپر گذر چکی) اس لئے بڑے طاقتور اور ذی مقدرت اس کو ضائع ہونے نہیں دیتے۔ اس کو ہلاک ہونے سے بچا لیتے ہیں۔ دوسری صفت یہ ہوتی ہے کہ بچہ کسی کو عمداً یا اپنی طرف سے ضرر نہیں پہنچاتا۔ جس طرح کہ اس کا سینہ بے کینہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اس کے ہاتھ اس کی زبان کسی کی ایذا کے لئے نہیں اُٹھتے۔ اور چونکہ وہ کسی کو نہیں ستاتا۔ کوئی بھی اسے نہیں ستاتا ؎

مسلم کے دو۲ معنے ہیں (۱) خدا کے احکام اور اس کے ارادوں کے سامنے سر رکھ دینے والا (۲) من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔

ایک حدیث کی تشریح

اور یہی معنے ہیں اس پاک حدیث کے۔ کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام فابواہ یھودانہ ویمجسانہ وینصرانہ۔ ہر مولود جو پیدا ہوتا ہے فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن ماں باپ اُسے مجوسی، یہودی، نصرانی بنا دیتے ہیں۔ اسلام بس اسی انداز روش اسی طرز زندگی کا نام ہے (۱) تعظیم لامر اللہ ایسی ہو کہ جس طرح بچہ اپنے بڑوں اور پالنے والوں کے احکام بلا چون و چرا بجا لاتا ہے۔ جس حالت اور جس رنگ میں رکھیں۔ رضا و تسلیم دکھلاتا ہے۔ مُسلم بھی خداوند تعالےٰ کے اوامر بجا لاتے اور اُس کی مرضی پر قدم مارنے۔ اُس کے ابتلاؤں میں صبر و رضا و تسلیم دکھلانے میں استوار رہتا ہے (۲) اور شفقت علیٰ خلق اللہ ایسی ہو کہ اس کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو دُکھ نہ پہنچے۔ دوسروں کو فائدہ نہ پہنچا سکے۔ تو کم سے کم ضرر بھی نہ دے۔ مرا بخیر تو اُمید نیست بد مرساں۔ اسلئے مُسلم کا لفظ آیا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ درجہ عالی تر ہے کہ انسان اپنی جیسی مخلوق کو بمقابلہ ضرر کے نفع اور بجائے دُکھ کے سُکھ پہنچاوے۔ ؎

آنچناں زی کہ چو میری برہی | نچناں زی کہ چو میری برہند

غور طلب نکتہ | فطرت الاسلام کا ذکر کرکے حدیث شریف نے صرف تین طرح کے عیوب کا مقام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا ذکر کیا ہے یا یہ کہ صرف تین مذہبوں کا نام لیا ہے۔ حالانکہ کثرت مذاہب سے دنیا بھری پڑی ہے۔ سو اس کے متعلق یہ چند باتیں قابل غور ہیں۔ وہ تمام قومیں اور وہ تمام مذاہب جو خدا کے قائل ہیں۔ غور سے دیکھا جائے۔ تو صرف تین ہی طریقہ پر ہیں۔ فروعی۔ درمیانی اور عقلی اختلافات۔ مجتہدین و معلمین کے ذاتی رائیں اور مقتضیات وقت کے سبب سینکڑوں پیچ پڑتے گئے۔

(۱) بت پرست اس کی طرف اشارہ بھیسا تہ سے ہے۔ سنگ و خشت کی مورتوں کے پوجنے والے درختوں اور سانپوں سے مراد مانگنے والوں کے برخلاف ایسے بدیہی اور روشن دلائل ہیں۔ جن کے آگے ایسے مذاہب کا ذکر کرنا بھی بیکار ہے۔ لیکن مجوس جو نور و نار کی پرستش کرنیوالے ہیں۔ ان کے دلائل اور دلائل کی پختگی اس میں شک نہیں کہ پتھروں کے پوجنے والوں سے زیادہ سنگین تھی اور ہے وہ ثابت کر سکتے ہیں کہ آفتاب جو سرچشمہ نور ہے۔ مربی العالم ہے۔ دنیا اور مافیہا کی حیات اس کے بدون ناممکن ہے۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ آگ۔ حرارت۔ الیکٹرسٹی ہر جسم میں موجود ہے۔ غرض وہ مذاہب جو وسائط کو خدا یا اس کا شریک سمجھ بیٹھے۔ جن ذرائع سے کہ خالق الارض والسموات اور نور السموات والارض نے مخلوق پر فیض و فضل کی بارش کی تھی۔ انہی وسائط اور ذرائع کو خدا یا شریک خدائی سمجھ لیا۔ ان سب میں آتش پرست سب کے سرتاج ہیں ؞

(۲) دوسری قسم کے وہ مذہب ہیں کہ توحید کے قائل ہیں۔ بلکہ نبوت و رسالت کے بھی معتقد ہیں لیکن غرور اور تعلّی اس قدر اپنے اندر رکھتے ہیں کہ سوائے اپنے کسی اور قوم میں رسالت و نبوت کو روا نہیں رکھتے۔ جو رسول آتا ہے۔ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اس کی استہزا کرتے۔ اور اس کے قتل کے منصوبہ باندھتے ہیں۔ کیا تعلّی کے الفاظ ہیں:۔ انا قتلنا المسیح ابن رسول اللہ۔ دیکھو ہم نے مار ڈالا۔ یہ انکار رسل کیوں ان میں پیدا ہوا؟ اس غرور سے! نحن ابناء اللہ واحباءہ مختصر یہ کہ وہ مذہب جو خدا کی نعمتوں سے متمتع ہو کر ناشکر گذار۔ رسولوں کا منکر اور غرور والا ہو وہ یہود ہے اس کی طرف بھیودانہ میں اشارہ ہے ؞

(۳) تیسرا مذہب وہ ہوتا ہے۔ جو رسولوں کا ماننے والا ہوتا ہے۔ انہیں حلیمی اور مسکینی بھی ہوتی ہے تری اعینھم تفیض من الدمع۔ ان کی شان ہوتی ہے۔ لیکن جس رسول کو مانتے ہیں۔ اس کی شان ایسی بڑھا دیتے ہیں۔ کہ اس میں اور خدا میں فرق نہیں چھوڑتے۔ اس کی طرف دینصرانہ میں اشارہ ہے ؞

اب غور کرنا چاہیئے کہ دنیا میں ان سہ گونہ مذاہب کے علاوہ اور کونسا مذہب ہے۔ ہندوؤں نے کرشن جی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو ایسا بڑھایا کہ انہیں خدا بنا دیا۔ بدھ مذہب والے گوتم بدھ کی پرستش کر چکے ہیں۔ اور نصاریٰ تو مشہور ہیں۔ یہودیت کا اثر ہندو دیں (سورج بنسی۔ چندر بنسی) مسلمانوں میں بمطابق فتویٰ حدیث موجود ہے۔ وقس علیٰ ہذا ۞

سورہ فاتحہ میں صرف دو ہی قوم کا ذکر کیا ہے۔ مغضوب علیہم (یہود) ضالین (نصاریٰ) مجوس کو چھوڑ دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مجید کو چونکہ آخر زمانہ تک رہنا ہے۔ خداوند تعالیٰ جانتا تھا کہ ایسا زمانہ آئیگا کہ آگ۔ نور۔ برق۔ سورج۔ چاند بجائے مخدوم کے خادم کا کام دینگے۔ بجائے معبود کے عابد ہونگے۔ اس زمانہ میں کونسا کام ہے۔ جو نور کی رفتار۔ سورج کی کرنوں سے نہیں لیا جاتا۔ اب تو امریکہ والوں نے کھانا پکانے کی مشین نکالی ہے جو صرف ضوء آفتاب سے حرارت جمع کر کے کھانا پکاتی ہے۔

اسلئے رہ گئیں دو خرابیاں۔ یہودیت و نصرانیت۔ اسی کا ذکر کیا۔ علاوہ بریں اس میں پیشگوئی تھی۔ امت محمدیہ یہود بھی ہوگی اور نصرانی بھی۔ سے تو اندر شد مسیحا مے تو اندر شد یہود۔ اس مدعا کی تشریح کے لئے حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تقریر مناسب ہوگی ۞

اس امت میں انعمت علیہم۔ مغضوب۔ ضال تینوں قسم کے لوگ موجود ہیں۔ پس وہ مسیح موعود علیہ السلام بھی موجود ہے۔ جس نے ہم میں نازل ہونا تھا۔ وہ مہدی معہود اسوقت کا امام بھی ہے۔ وہ اختلافوں میں حکم ہے۔ ہم نے اس کی آیات بینات کو دیکھا۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر جزا سزا اور حشر اجساد سے۔ جنت و نار اور اپنی بے ثبات زندگی کو نصب العین رکھ کر ان کو امام مان لیا ہے۔" نور الدین صفحہ ۵۷　　اللّٰھم آمنّا فاکتبنا مع الشاھدین

خاکسار عبد الحلیم ٹھکی۔

فہرست مضامین مندرجہ ریویو بابت ۱۹۲۲ء :۔ گو گنجایش نہیں۔ مگر میں انشاء اللہ تعالیٰ جنوری ۱۹۲۳ء کے رسالے کے ساتھ ۱۹۲۲ء کی مضامین کی فہرست بھجوا دوں گا۔ اس کے پہنچنے تک جلد ہذا کا مجلد کرانا احباب ملتوی رکھیں ۞

تشحیذ الاذہان کے گذشتہ فائل ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۲۱ء تک آٹھ سال کے فائل بیس روپے میں منگوا بھیجو۔ ان رسالوں میں وہ وہ جامع مضامین ہیں۔ کہ سو روپے میں بھی سستے ہیں۔

مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی مکمل مع اصولی پیشگوئیاں صرف ۶/ ۞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیحؑ کی معجزانہ ولادت

قرآنی دلائل پر اعتراضات کے جواب

اب مَیں بعض اعتراضات کو درج کر کے جو عام طور پر پیش کیے جاتے ہیں اختصار کے ساتھ جواب لکھتا ہوں:-

(۱) قرآن شریف میں خداوند کریم فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً اے لوگو ہمارے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اس سے ویسا ہی اس کا ایک جوڑا بنایا پھر پھر ان دونوں سے بہت مرد و عورت پھیلائے۔ (۲) یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ اسکے جواب میں آیۃ اولیٰ کے متعلق پہلے کچھ عرض کرتا ہوں۔ بعد ازاں ثانیہ کے متعلق۔ پہلی آیۃ سے صرف چشمۂ انسانی کا منبع اور پھر اسکے اس کثیر انسانی آبادی کے موجب ہونے کا بیان مقصود ہے۔ نہ تناسلِ انسان کے متعلق ایک اٹل قانون بَثَّ مِنْھُمَا سے مراد ہرگز یہ نہیں کہ ہر فرد بشر صرف نر و مادہ کے باہم میل سے ہی وجود پذیر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ نہ تو بَثَّ کا معنی نطفۂ مرد کا رحم مادر میں جاکر انسانی تجسّم اختیار کرنا ہے اور نہ مِنْھُمَا سے صرف میاں بیوی مراد ہیں بلکہ وہ معنی خلق ہی ادا کرتا ہے اور مِنْھُمَا سے نوع و جنس وغیرہ بھی مراد ہے۔ اگر اس آیت کو بطور قاعدۂ کلیہ کے مانکر یہ استنباط کیا جائے کہ ہر فرد کا وجود دونوں جدا جدا مرد و عورت کے اختلاط و اجتماع سے ہی بنتا ہے۔ تو پھر لازماً لفظ کثیراً سے اس قاعدے کا صرف افراد کثیر پر ہی حاوی ہونا اور کلیۃً پر مشتمل نہ ہونا تسلیم کرنا پڑیگا پس ماحصل یہ ہوا کہ اکثر افراد انسانی ایک مرد اور ایک عورت کا ہی نتیجہ ہیں لیکن اس کُل سے کثیر کو منہا کر کے جو قلیل رہ جاتا ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہے اور اس کے ماننے میں ہمیں بھی انکار نہیں خصوصاً جبکہ مقنن نے خود ایک کو مستثنیٰ کر کے ہمیں بتا دیا۔ (۲) دوسری آیت کی بھی تشریح ہے یعنی نسلِ انسان کی ابتداء من ذکرٍ و انثیٰ ہوئی ہے۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ تم تمام لوگوں کو صرف ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کر کے تمام دنیا میں پھیلایا اور بڑی بڑی قوم بڑے بڑے قبیلے بنائے اور اس تقسیم کو تمہاری ترقی کا ذریعہ بنایا کہ ایک قوم دوسری سے ایک قبیلہ دوسرے سے ہمیشہ آگے بڑھنے کی کوشش کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بقول خربوزہ خربوزہ کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے ہر ایک قوم میں مسابقت کا خیال رہے جیساکہ اس سے آگے کی اس عبارت سے آشکارا ہے " وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا (۲) وانّہٗ خلق الزوجین الذکر والانثی من نطفۃ اذا تمنٰی ۔ (۳) ایحسب الانسان ان یترک سُدی الم یک نطفۃ من منیٍّ یُمنٰی ۔ (۴) فلینظر الانسان مِمَّ خلق ۔ خلق من ماءٍ دافق یخرج من بین الصلب والترائب ۔ ان آیتوں میں منی یمنی او نطفہ اور ماء دافق سے مراد وہ ماء انسانی ہے جو قابل ہے کہ رحم انثیٰ میں قرار پاکر تدریجاً قالب جسم انسان میں تبدیل ہو سکے وہ جیساکہ عام طور پر ایک زوج سے دوسری زوج میں متجاوز ہوتا ہے اگر کبھی ایک ہی میں مکمل ہو کر اس قابلیت کو حاصل کرے اور پھر رحم میں کسی تحریک سے ان آیات میں سے اس کا غیر ممکن ہونا نہیں نکلتا خاصکر جبکہ حکماء اسکے مؤید ہیں۔

(۴) تیسرا سوال جس کو وزنی سمجھ کر پیش کیا جاتا ہے یہ ہے کہ سورۃ الدہر میں خداوند کریم نے فرمایا ہے:۔ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج فنبتلیہ فجعلناہ سمیعا بصیرا ۔ ہم نے انسان کو ملے ہوئے نطفے سے پیدا کیا ہے پھر ہم نے اسکو سننے والا دیکھنے والا بنایا ۔ اس آیت کے لفظ امشاج کو لیکر ثابت کرنیکی کوشش کی جاتی ہے کہ ملے ہوئے نطفے سے مراد مرد و عورت کا ملا ہوا نطفہ ہے اور وہ ایک ہی کے نطفے سے تجسیم جنین ہونیکا ردّ ہے ۔ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ امشاج کا معنی از روئے لغت معتبرہ اغذیۂ مختلفہ کا جو عناصر اربعہ سے مرکب ہیں نچوڑ و خلاصہ ہے دیکھئے " قال ابن السکیت الامشاج الاخلاط یرید الاخلاط النطفۃ لانہا ممتزجۃ من انواع (لسان العرب جلد ۳ صفحہ ۱۹۱ و تاج العروس جلد ۲ صفحہ ۱۰۱) یعنی ابن سکیت نے کہا امشاج سے اخلاط مراد ہے اور اخلاطُ النطفہ اسلئے کہتے ہیں کہ وہ مختلف انواع سے مرکب ہے ۔ پھر امام راغب جو امام اللغات ہونیکے علاوہ قرآن شریف کے لغات بیان کرنے میں مشہور ہیں فرماتے ہیں " قال تعالیٰ امشاج فنبتلیہ ای اخلاط من دم وذٰلک عبارۃ عما جعلہ اللّٰہ تعالیٰ بالنطفۃ من القوی المختلفۃ المشار الیہا بقولہ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ الی قولہ خلقا اٰخر (مفردات راغب تحت المشج) حاصل مطلب یہ کہ خداوند نے جو فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو سلالہ یعنی اشیاء مختلفہ کے نچوڑ سے پیدا کیا ہے امشاج سے بھی وہی مراد ہے ۔ لیکن اگر ملا ہوا نطفہ ہی اس سے مراد لیجائے جیساکہ بعضوں نے لکھا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ مشیج عام طور پر مرد و عورت کے اختلاط ہی سے ہوتا ہے لیکن بعض دفعہ فقط عورت ہی کے نطفۂ فاعلہ و منفعلہ کے رحم میں منتقل ہوجانے سے بھی ہوجاتا ہے اگر نہیں ہو سکتا تو ہم کہتے جیساکہ خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج کہا ہے اسی طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جعلناہ سمیعا بصیرا بھی کہا ہے پھر کسی کا اندھا پیدا ہونا بھی خلاف قاعدہ ہو گا لیکن اس میں بکثرت استثنا موجود ہے تو پھر پہلے میں استثنا کیوں نہ تسلیم کیا جائے۔

(۴) چوتھا اعتراض یہ پیش کیا جاتا ہے کہ قرآن میں خداوند کریم نے فرمایا ہے فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا۔ خدا کی سُنّت یعنی قانون یہ ہے کہ وہ عورت مرد دونوں کے باہم اجتماع و تعلق زناشوی سے بچہ پیدا کیا کرتا ہے اور جو ہمارا روزانہ مشاہدہ ہے اور خداوند کریم اس آیت میں فرماتا ہے کہ اسکے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جس سے کسی کا بے باپ ہونا محال ثابت ہوتا ہے۔ یہ سوال نہ صرف قرآن کے ماننے والوں کی طرف سے وارد ہوا کرتا ہے بلکہ عام مادہ پرستوں کی طرف سے بھی ہوا کرتا ہے اور پھر اس سوال کے جواب میں گذشتہ تین سوالوں کا جواب بھی آجاتا ہے اس لئے میں اس کا کسی قدر تفصیل سے ہر پہلو کو مدّ نظر رکھتا ہوا جواب تحریر کرتا ہوں۔ قائلین فرمان مجید کا اس سوال کی بنیاد مندرجہ بالا آیت پر رکھنا میرے نزدیک بناء علی الفاسد ہے کیونکہ قرآن شریف کوئی بے ترتیب غیر منتظم کتاب نہیں ہے اسکی آیات میں نہایت پُر حکمت ربط ہے۔ اس آیت سے پہلے فھل ینظرون الا سنة الاوّلین ہے اور اس سے پہلے جآءَھُمْ نَذِیْرٌ آیا ہے اور نہایت وضاحت کے ساتھ دلالت النص کے طور پر وہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے پاس ایک نذیر آنیکے بعد شوخی سے انکار کرنے اور بے باکی سے پیش آنے کی وجہ سے انپر وہی کچھ نازل ہو گا جو پہلے منکرین انبیاء پر نازل ہوتا رہا وہ انبیاء کے مقابلہ میں بُری تدبیر کرتے رہے خدا نے انکو ہلاک کیا اب یہ لوگ اپنے وقت کے نبی کے ساتھ بھی اسی طرح کرتے ہیں تو گویا اسی طرح کے عذاب کی خواہش کرتے ہیں پس یہ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ ان کو عذاب الٰہی آکر نہ گھیریگا۔ ضرور گھیریگا کیونکہ مخالفین انبیاء پر نزول عذاب اس کی سُنّت ہے جیسا کہ فرمایا "ماکنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا" پس اسکے اس سُنّت میں کوئی تغیر و تبدّل نہیں ہو سکتا۔ یہی نہیں بلکہ دوسری جگہ جہاں "ولا تجد لسنتنا تحویلا" آیا ہے وہاں بھی سیاق و سباق سے یہی مستنبط ہے۔

ب۔ اب میں بطور تنزل اس سوال کی بنا اسی آیت کو تسلیم کر کے کہتا ہوں کہ "قانون قدرت کوئی ایسی شئے نہیں ہے کہ ایک حقیقت ثابت شدہ کے آگے ٹھیر سکے۔ کیونکہ قانون قدرت خدا تعالیٰ کے اُن افعال سے مراد ہے جو قدرتی طور پر ظہور میں آئیں یا آئیندہ آئینگے لیکن چونکہ ابھی خدا تعالیٰ اپنی قدرتوں کے دکھلانے سے تھک نہیں گیا اور نہ یہ کہ اب قدرت نمائی سے بیزار ہو گیا ہے اور ہمارے لئے وہی چند صدیوں کی کارگذاری یا اس سے کچھ زیادہ سمجھ بوجھ رکھا ہے اس لئے ساری عقلمندی اور حکمت اور فلسفیت اور ادب اور تعلیم اسی میں ہے کہ ہم چند موجودہ مشہودہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قدرتوں کو جن میں ابھی صدہا طور کا اجمال باقی ہے مجموعہ قوانین قدرت خیال نہ کر بیٹھیں اور اسپر نادان لوگوں کی طرح ضد نہ کریں کہ ہمارے مشاہدات سے خدا تعالیٰ کا فعل ہرگز تجاوز نہیں کر سکتا کیونکہ یہ صرف احمقانہ دعویٰ ہے جو ہرگز ثابت نہیں کیا گیا اور نہ ثابت کیا جا سکتا ہے ہم نے مانا کہ مذہب نیچر کا نقیض نہیں ہے مگر یہ آپ کیونکر تسلیم کراتے ہیں کہ سب خواص نیچریہ پر انسان محیط ہو چکا ہے کیا اس پر کوئی دلیل بھی ہے یا نرا تحکم سے ہی منہ بند کرانا چاہتے ہیں یہ صاف ظاہر ہے کہ تجارب مشاہدات جو آجتک قلمبند ہو چکے ہیں صحیح اور کامل ہوتے تو علوم جدیدہ کو قائم رکھنے کی جگہ نہ رہتی حالانکہ آپ لوگ بھی کہا کرتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے مَیں سوچ میں ہوں کہ کیونکر ایسی چیزیں کامل اور قطعی طور پر مقیاس الصداقت یا میزان الحق ٹھہر سکتی ہیں جن کے اپنے ہی پورے طور کے انکشاف میں ابھی بہت سی منازل باقی ہیں اور پیچ در پیچ معمانے یہاں تک حکماء کو حیران سرگردان کر رکھا ہے کہ بعض ان میں سے حقائق اشیاء کے منکر ہی ہو گئے (منکرین حقائق کا وہی گروہ ہے جس کو سوفسطائی کہتے ہیں) اور بعض ان میں سے یہ بھی کہ گئے کہ اگرچہ خواص الاشیاء ثابت ہیں مگر دوامی طور پر انکا ثبوت نہیں پایا جاتا۔ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے مگر ممکن ہے کہ کسی ارضی یا سماوی تاثیر سے کوئی چشمہ پانی کا اس خاصیت سے باہر آ جائے۔ آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے مگر ممکن ہے کہ ایک آگ بعض موجبات اندرونی یا بیرونی سے اس خاصیت کو ظاہر نہ کر سکے کیونکہ ایسی عجائب باتیں ہمیشہ ظہور میں آتی ہیں" (سرمہ چشم آریہ)

ج۔ یہ علامہ شارح قانون جو طبیب حاذق اور بڑا بھاری فلسفی ہے ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ یونانیوں میں یہ قصے بہت مشہور ہیں جو بعض عورتوں کو جو اپنے وقت میں عفیفہ اور صالحہ تھیں بغیر صحبت مرد کے حمل ہو کر اولاد ہوئی ہے پھر علامہ موصوف بطور رائے کے لکھتا ہے کہ یہ سب قصے افترا پر محمول نہیں ہو سکتے کیونکہ بغیر کسی اصل صحیح کے مختلف افراد اور مہذب قوموں میں ایسے دعاوی ہرگز فروغ نہیں پا سکتے ہیں اور نہ عورتوں کو جرأت ہوتی ہے کہ وہ زانیہ ہونیکی حالت میں اپنے حمل کی ایسی وجہ پیش کریں جس سے اور بھی ہنسی کرائیں اور ہمیں اس بات سے پرہیز کرنا چاہیئے کہ خواہ نخواہ ایسی تمام عورتوں پر زنا کا الزام لگائیں جو مختلف ملکوں اور قوموں اور زمانوں میں مستور الحال گذر چکی ہیں کیونکہ طبی قواعد کے رو سے ایسا ہونا ممکن ہے وجہ یہ ہے کہ بعض عورتیں جو بہت ہی نادر الوجود ہیں بباعث غلبہ رجولیت اس لائق ہوتی ہیں کہ انکی منی دونوں طور قوت فاعلی اور انفعالی رکھتی ہو اور کسی سخت تحریک سے جنبش میں آکر خود بخود حمل ٹھیر جانے کا موجب ہو جائے مَیں کہتا ہوں کہ ایسے قصے ہندوؤں میں بھی مشہور ہیں سورج بنسی خاندان کی انہیں قصوں پر بنیاد پائی جاتی ہے۔ غرض یہ خیال ہندوؤں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی پرانا چلا آتا ہے یہاں تک کہ رِگ وید میں لکھا ہے کہ ایک نیک بخت رشی کی لڑکی کو فقط اندر دیوتا کی توجہ سے حمل ہو گیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب ان قصوں کہانیوں کو جو بکثرت مختلف قوموں میں پائی جاتی ہیں یکمرتبہ مردود اور باطل سمجھ کر پایۂ اعتبار سے ساقط کر دینا حکیمانہ طریق نہیں ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اگر ان قصوں کو ان زوائد سے الگ کر کے دیکھا جائے تو ان کے نیچے وہی ایک دقیق خاصہ علم طبعی کا چھپا ہوا نظر آتا ہے جسکی طرف علامہ نے اشارہ کیا ہے اور اس بات پر ضد نہیں کرنی چاہیئے کہ اگر یہ بات کچھ حقیقت رکھتی ہے تو پھر عام طور پر وقوع میں نہیں آتی کیونکہ اوّل تو یہ سوانح ایسے نادر الوقوع نہیں ہیں جیسے آجکل کے نئے فلسفی انکو خیال کر رہے ہیں بلکہ مختلف قوموں میں اسکے آثار سلسلہ وار چلے آئے ہیں اگرچہ عبرانیوں میں تو صرف حضرت مسیح اس طرز کی پیدائش میں بیان کیے گئے ہیں لیکن یونانیوں اور آریوں کی کتابوں میں اسکی نظیریں پائی جاتی ہیں اور حال کے زمانہ اور اسکے قریب قریب بھی بعض ممالک کی عورتیں حمل دار ہو کر ایسا کچھ بیان کرتی رہی ہیں" (سرمہ چشم آریہ)

د - ابن عربی جو اسلام میں بڑے پائے کے عالم اور صوفی مانے جاتے ہیں اور جو ہر ظاہر کو حقیقت کا رنگ دیکر تصوف کے آئینے میں دکھایا کرتے ہیں حتیٰ کہ مریم و عیسیٰ کو بھی نفس و قلب کے قالب میں ڈھالا ہے وہ حضرت مسیح کی بے باپ پیدائش کو آیات قرآنی کی بنا پر تسلیم کرتے ہوئے اس کے الٰہی قانون کے ماتحت ہونے کو نہایت وضاحت سے بیان فرماتے ہیں

ھ - اب قرآن میں جب غور کرتے ہیں تو وہاں نہ صرف یہی ہے کہ ہر متنفس کی پیدائش کے لئے عورت و مرد کے اختلاط کی ضرورت کا ذکر نہیں بلکہ عورت و مرد دونوں کی خاصیت کے ایک ہی نفس میں بعض دفعہ پایا جانیکا ذکر بھی موجود ہے - اور سورہ شوریٰ میں نظر عمیق و فکر دقیق سے غور کرنے پر اس کا استنباط ہو سکتا ہے دیکھیئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ للہ ملک السموات والارض یخلق ما یشاء یھب لمن یشاء اناثا و یھب لمن یشاء الذکور۔ او یزوجھم ذکرانا و اناثا و یجعل من یشاء عقیما انہ علیم قدیر۔ - آسمان و زمین کا اللہ ہی مالک ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے اور جن میں چاہتا ہے نر و مادہ کے خواص جوڑ کر پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے یقیناً وہ علیم و قدیر ہے" اس آیت میں چار قسم کے انسانوں کا ذکر ہے مگر ساتھ ہی یخلق ما یشاء کہکر اپنے قوانین کی وسعت کو ظاہر کیا ہے لہٰذا ناقص العلم انسان کا غیر محدود ہستی کے قوانین کی تحدید کرنا حد اعتدال سے تجاوز ہے پس انسان کی پیدائش کے لئے دو مختلف قابلیتوں کا باہم پیوستہ ہونا ضروری مانکر بھی ہم کہتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

...کہ قرآن شریف میں ان دونوں قابلیتوں کا … میں پایا جانا کہیں ممنوع نہیں قرار دیا گیا ہاں اس مندرجہ آیت سے انکا ایک ہی وجود میں ہو سکنے کا امکان ہے۔ پس اس امکان کے ہوتے ہوئے کیوں قرآن کی ان زبردست تصریحات کو پس پشت ڈالا جائے یہ تو موجب معصیت ہے۔

ف۔ اصول پیدائش تمام اشیاء نامی میں مع اپنے مستثنیات کے ایک سے ہیں۔ زمین کے پیٹ میں تخم پہنچا دیا جائے تو وہاں پر مختلف تغیرات سے ہو کر اپنا اپنا وجود ظاہر کرتا ہے اور یہ ہر ایک کے نزدیک مسلم ہے ہاں بیج کے بطن الارض میں اپنی قرارگاہ بنانے کا ذریعہ ایک نہیں بعض دفعہ وہ باریک ذرہ یا وہ جز لاتیجزی جس میں کہ اس عجیب صورت میں پتیوں ڈالیوں کے ساتھ عالم وجود میں آکر آنکھوں کو طراوت بخشنے کی طاقت مرکوز ہے اور اصل میں وہی غیر مرئی جز وہی اس تخم میں بھی ہے ہوا آگ پانی وغیرہ کے ذریعہ بھی بطن زمین میں پہنچایا جاتا ہے اور تمام تغیرات ضروریہ کو قبول کر کے ایک پودہ کی شکل میں اپنی ہستی کو ظاہر کرتا ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ تعجب یہ ہے کہ بعض دفعہ کسی خارجی ذریعہ سے کوئی تخم اندر نہیں پہنچتا لیکن زمین کے اندر ہی کچھ ایسی قابلیت بعض دفعہ پیدا ہو جاتی ہے کہ ایک خاص وقت میں وہ تغیر وہاں وقوع پذیر ہو جاتا ہے کہ مختلف اقسام کی نباتات کے بیج وہاں پر پیدا ہو جاتے ہیں جو پودوں کی شکل میں عالم وجود میں آجاتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیل کی یہ جگہ نہیں۔ ماہرین علم نباتات کی کتابیں فتالوجسٹوں کی تصنیفیں ان تحقیقاتوں سے لبریز ہیں فارجعوا الیہا۔ انسانوں کے نیچے اتر کر جس قدر بھی حیوانات ہیں ان کی پیدائش میں بھی قدرت الٰہی کا عجیب کرشمہ جلوہ گر ہے۔ عام قانون ان میں بھی نر و مادہ کے اجتماع سے ہی سلسلہ تناسل کا جاری رہتا ہے لیکن بعض نوع ان میں ایسا بھی ہے جس کا نر و مادہ دو الگ الگ وجود میں موجود نہیں بلکہ ایک ہی میں دونوں قابلیتیں جمع ہو کر بچے کی پیدائش کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اس قسم میں بہت سے غیر معروف جانوروں کے علاوہ گدھا اور بعضوں کے نزدیک چمگادڑ عام مشہور ہیں۔ اور پھر نر و مادہ علیحدہ ہو کر صرف مادہ (دوشیزہ) محض سے مختلف حشرات اور کیڑوں کی پیدائش عام مسلم اور مشاہدہ ہے۔ ان کے علاوہ وہ جانور جو عام طور پر اختلاط زوجین سے بچہ دیا کرتا ہے بعض دفعہ ان میں بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ بغیر نر کے ساتھ جفت ہوئے حمل ہو کر بچے پیدا ہو گئے۔ زولوجی کے ماہر سے کوئی پوچھ کر دیکھے وہ کیا کہتا ہے مرغیوں کا مرغ کو دیکھے بغیر انڈا دینا روز کی بات ہے۔ آریجن جیسے عالم نے کہا ہے کہ دنیا میں کئی جانور ایسے نظر آتے ہیں جن میں نر کے ملنے کے بغیر مادہ بچہ جنتی ہے چنانچہ گدھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی دیکھ لو کہ ان میں نر کے ملنے کے بغیر صرف مادہ سے بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔

(ز) انسانی پیدائش میں قدرت کا یہ کرشمہ حد بیان سے زیادہ موجود ہے۔ میں مضمون کی زیادہ طوالت کے خوف سے کچھ بھی نہیں لکھتا۔ انسانی پیدائش کے عجیب اور غیر معمولی نظاروں کی کسی قدر سیر کریں۔ اگر کسی کو خواہش ہو تو وہ کتاب صداقت مریمیہ کو مطالعہ کر لیوے۔ میں یہاں صرف اس قدر لکھتا ہوں کہ اہل علم کے نزدیک طبی قواعد کی رو سے حرم آفریدوں کا وجود انسانوں میں مسلم ہے یعنی ایسا شخص جس میں عورت و مرد دونوں کی خاصیت مختلف مقدار میں موجود ہے اور جس کو انگریزی میں ۔۔۔ کہتے ہیں جس کی کئی اقسام ہیں اختلاط مرد کے بغیر بچہ دینے کی قابلیت رکھنے والی عورت اسی کی ایک ادنیٰ قسم ہے حرم آفریدوں کے ایسے نہایت تعجب انگیز واقعات دنیا میں بہت ہوئے حکماء و علماء نے بکثرت اپنی کتابوں میں لکھے کوئی اپنی جہالت سے ان الٰہی قدرتوں سے انکار کرے تو میں کہتا ہوں کہ کہنے والے کا منہ نہیں پکڑا جاتا۔ نیوٹن اور لیبون جیسے ماہرین بیالوجی کو بھی خارجی چیز کے اتصال اور مرد کے نطفے کے ملاپ کے بغیر رحم میں بچہ پیدا ہو کر روح پڑنے کا اعتراف کر کے خواص اشیاء پر محیط ہوئے اور خدائی قدرتوں کی تحدید کرنے پر انسان کے عاجز ہونے کا اقرار کرنا پڑا۔ پس بڑا ہی کوتاہ بین ہے وہ انسان جو اپنے محدود علمی پیمانہ سے قوانین الٰہیہ کی پیمائش کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کی غیر معمولی پیدائش سے انکار کرتا ہے۔ کیا وہ نہیں خیال کرتا کہ قرآن شریف میں جو خدا کا کلام ہے کبھی بھی وہ بات نہیں ہوگی جس کے خلاف اس کے فعلی قوانین میں کوئی نمونہ موجود ہو یا وہ آنکھیں بند کر کے ان علمی تحقیقاتوں اور تجربوں سے انکار کرتا ہے جو اسکے وہمی قاعدہ کے خلاف ہے۔ نئی روشنی سے راہ دیکھنے والوں کو جو بعض دفعہ اپنے نیو سائنس کے خلاف سمجھ کر دینی مسئلہ کا انکار کر دیا کرتے ہیں اس امر میں ہرگز عجلت بازی نہیں دکھانی چاہیئے کیونکہ ان کے استاد خود یعنی علوم جدیدہ کے ماہرین یورپ و امریکہ کے سائنسدان نہ صرف ایسی پیدائش کے اقراری ہیں بلکہ اپنے علوم سے اسکو پایۂ ثبوت تک پہنچاتے ہیں۔

(۵) پانچواں سوال یہ پیش کیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں ہوتا اس کے اس فعل میں اور پھر اسکے اس طرح قرآن میں بیان کرنے میں کیا حکمت ہے۔ سو واضح ہو کہ واقعی اسکے اس فعل میں عجیب حکمت ہے اور اسی کو اس نے اپنے پاک کلام میں اٰیَةً لِّلنَّاسِ وغیرہ لکھ کر جتایا ہے میں اسکو بتاتا ہوں مگر اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ اس جری اللہ کے الفاظ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس کو محمد عربی صلعم کی غلامی میں مسیح ناصریؑ سے بڑھ کر فضیلت ملنے کا دعویٰ تھا آپؑ فرماتے ہیں:

"راز ایں قسم پیدائش در یحییٰ و عیسیٰ پس اینست کہ ارادہ فرمود خدا تعالیٰ کہ از ایں ہر دو پیدائش نشانے نماید و آن اینست کہ یہود میانہ روی و راستی ترک کردہ بودند و خباثت در اعمال شان و اقوال شان و اخلاق شان داخل شدہ بود و فاسد شدند دلہائے شان بہر نوع فساد و ایذا دادند انبیاء را و ناکردہ گناہان را قتل کردند و در فسق و ظلم از حد گذشتند و نترسیدند حمایت خداوند بندگان را پس دید خدا تعالیٰ کہ دلہائے شان سیاہ شدند و طبیعت ہائے شان سخت شد و تاریکی در آمد و راہ میانہ بر ایشان پوشیدہ گشت و تباہ شدند تصورہا گویا آن شبے است سخت تاریک یا راہیست ناپدید و تجاوز کردند از حد و فراموش کردند معبود را و از دیوارہا بیرون جہیدند جز او ہندہ را فراموش کردند و چناں شدند کہ ہیچ نورے در ایشان نماند کہ از لغزش باز دارد و حق بنماید و اصلاح اطوار کند و ہمچو مجذومے شدند کہ اعضائے او بریدہ شدند و مکروہ شد صورت او پس چونکہ انجام حالت ایشاں ایں شد و نوبت ایں نشانہا رسید لعنت کرد خدا بر ایشاں و غضب کرد بر آں بدکاران و ارادہ کرد کہ از خاندان او شان نعمت نبوت بر باید و بر ایشاں ذلت بیارد و بر گشد از ایشاں علامت عزت چراکہ اگر نبوت در خاندان ایشاں باقی ماندے پس البتہ برائے عزت شان کافی بودے و در ایں حالت ممکن نبودے کہ ایشاں را بسوئے ذلت منسوب کردہ باشد و اگر خدا نبوت عامہ را بر عیسیٰ ختم کردے البتہ از فخر یہود چیزے کم نشدے و اگر مقدر کردے خدا تعالیٰ رجوع آن عیسیٰ سوئے دنیا کہ از یہود بود البتہ سوئے یہود عزت شان واپس آمدے و امر ذلت شان منسوخ گشتے و حکم خدا تعالیٰ باطل گردیدے پس خدا تعالیٰ ارادہ فرمود کہ بیخ کنی یہود کند در ذلت و خذلان او شان را استوار گرداند پس اول کارے کہ خدا تعالیٰ برائے ایں ارادہ کرد آں پیدائش عیسیٰ است بغیر پدر بقدرت مجرد۔ پس بود عیسیٰ ارہاص برائے نبی ما صلی اللہ علیہ وسلم و نشان برائے نقل نبوت چراکہ عیسیٰ از جہت پدر از سلسلہ بنی اسرائیل نبود۔ مگر یحییٰ بر انتقال نبوت دلیل مخفی بود چراکہ یحییٰ از قوائے اسرائیلیہ بشریہ پیدا نشد بلکہ از قدرت خدائے پاک پس بعد از ایں ہر دو نبی کہ بدیں طور پیدا شدند یہود را بر سلسلہ نبوت خود جائے فخر نماند و نہ برائے تکبر چراگاہے ہمچنیں شد تا کہ خدا حجت ہا را قطع کند و لاف زدن را کم کند و فرو نشاند غبار را۔ بعد ازیں نبوت را از اولاد اسرائیل بسوئے اسمٰعیل منتقل فرمود و انعام فرمود بر نبی ما صلی اللہ علیہ وسلم" (مواہب الرحمٰن)

علاوہ ازیں اور اپنی بہت سی تصانیف میں حضور علیہ السلام نے اسکی تشریح مزید فرمائی ہے جسکو میں خوف طوالت سے چھوڑتا ہوں۔

نکاتِ سورۂ فاتحہ

	الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ	چونکہ میں اعلم ہوں۔ لہٰذا یہ کتاب جو ہدایت کے لئے میری طرف سے نازل ہوئی یقیناً سب ہلاکت اور نقصان کی راہوں سے پاک ہے اور متقی جو کبھی اپنا بھلا چاہنے والا ہو وہ اسکے ذریعے اپنے مقصود کو حاصل کر سکتا ہے
تعظیم امر اللہ شفقت علٰی خلق اللہ	الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ	اپنا بھلا چاہنے والے کون ہیں جو اس کائنات کے نظام ارفع کو بنظر غور ملاحظہ کر کے اسکے بنانیوالے اور اسکی شریعت یعنی قوانین قدرت پر یقین لے آئیں جن کے دلوں میں تعظیم لامر اللہ پیدا ہوتی ہو اور اُن کے شفقت علٰی خلق اللہ کی بدولت جھک گئے ہوں
حال ماضی استقبال	وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ	وہ لوگ ایمان لائے ہیں کہ منزل مقصود پر پہنچانے کا راستہ صرف ہمکو ہی نہیں دکھلایا گیا۔ بلکہ ہم سے پہلوں کو بھی دکھلایا گیا ہے۔ اور ہم سے پیچھے بھی محروم نہیں رکھے جاوینگے۔

انسان کوئی نئی کتاب پڑھنے لگتا ہے تو اگر وہ متقی ہے تو ضرور اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اِس کتاب کا پڑھنا اُس کے حق میں سُودمند ہو۔ اور ایسا نہ ہو کہ دانستہ یا نادانستہ اُسے کوئی نقصان پہنچ جاوے۔ کیونکہ دنیا میں اچھی اور بُری دونوں طرح کی کتابیں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا الٓمّٓ یعنی انا اللہ اعلم فرما کر اطمینان کرا دیا گیا ہے کہ اس کتاب میں کوئی ریب نہیں یعنی ہلاکت اور نقصان کا خطر نہیں ہو سکتا۔

وقایہ کے معنی کسی شے کی ضرر رساں اشیاء سے حفاظت کرنے کے ہیں۔ لہٰذا لغت عرب میں متقی مضرت سے بچنے والے کو کہتے ہیں۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ امام المفسرین فرماتے ہیں کہ خاردار جھاڑیوں میں سے گذرتے وقت جس طریق سے سمٹ سمٹا اور بچ بچا کر انسان گذر کرتا ہے اُس طریق کا نام تقوٰی ہے۔

انسان کی پیدائش نطفہ سے ہے۔ اور نطفہ چند بے جان اشیاء کی ایک امتزاجی حالت ہے جن کا اصل خاک کے سوائے کچھ نہیں۔ جو ربوبیت کے قدرتی وقایہ کے ماتحت اس حالت پر پہنچکر نمو حاصل کرتی ہوئی نطفہ۔ علقہ۔ مضغہ وغیرہ کے شش ابتدائی (پرائمری) منازل طبعی کو طے کرتی ہے۔ اور اس طرح وہی خاک۔ اب ایک پیکر انسانی میں اِس عالم وجود میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ پہلے پہلے صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طبعی خواص کے سوائے اُس سے کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔ یہی طبعی خواص آخر کار عقل اور تجربہ کے ماتحت اخلاقی حالت پر فائز ہوتے ہیں۔ اور جس طرح پرائمری خلقت میں ایک آخری سٹیج خاتمۃً آخر بنی نوع کی پیدائش کی صورت پذیر ہوتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح سیکنڈری خلقت میں آخری سٹیج روحانی حالت کی وجود میں آتی ہے۔ س

حمد بے حد مر خدائے پاک را ✽ آنکہ ایماں داد مُشتِ خاک را

انسان جب اِس کارگاہ وجود میں خلقت عقل و تمیز سے سرفراز ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو چند در چند علائق کا پابند پاتا ہے۔ اور آرام پسند اور سطحی خیال کا آدمی اِس سے گھبرا کر انکو متھیا اور مایا کا کھیل یقین کرنے کی کوشش میں آنکھ میچ ہاتھ پاؤں توڑ مایوس ہو کر بیٹھ رہتا ہے۔ لیکن ایک صاحب بصیرت اور جوان ہمت شخص ما خلقت ھٰذا باطلا کہکر ادائے فرض میں لگ جاتا ہے۔ جس پر اسکی آئندہ فلاح منحصر ہے۔ اور طریق تقوٰی پر گامزن ہو کر منزل مقصود کو پالیتا ہے۔ وہ اپنی اولیں فطر میں اُس برتر ہستی کے بارگاہِ جلال کی آستان پر گر جاتا ہے جس کا وجود تو ورا الورا ہے۔ لیکن جس کی قدرت کا ہاتھ اُسے ہر ذرۂ کائنات کو تھامے ہوئے نظر آتا ہے۔ نیکی کو کسی وقت اگر وہ دیکھتا بھی ہے کہ کچلی جارہی ہے۔ اور بدی کو وہ اُس کی پوری طاقت میں اسپر ظفریاب بھی پاتا ہے۔ تو وہ افسردہ خاطر نہیں ہوتا۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ پر اُسے یقین نہیں ایمان ہوتا ہے۔ لہذا والعاقبۃ للمتقین کا طمانیت بخش اور ہمت افزا زمزمہ اسکے قعرِ دل سے نکل کر بجلی کی کڑک کے ساتھ اسکی زبان پر آجاتا ہے۔ وہ اعمال کے وزن حسنات کی جزا سئیات کی عقوبت ایک الٰہی شریعت کا مطالعہ کرتا ہوا انبیاء و رسل کی نبوت و رسالت۔ ملائکہ کے وجود۔ اور صحف آسمانی کا اقرار کرتا ہے۔ وہ روح کی بلند پروازیوں کے آگے اِس دنیا کو باوجود اِسکی وسعت کے تنگ پاتا ہے۔ اور اس طرح بعد الموت کے عالم حشر و نشر۔ حساب و کتاب۔ جنت و دوزخ کا اقرار کرتا ہوا آخر کار وہ اپنی مقصودِ ہستی اور محبوب لم یزلی کی کنارِ عطوفت میں جا آرام پاتا ہے۔ یاَیّتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنّتی۔

ان سب امور کو ایک لفظ الغیب سے ادا کیا گیا ہے۔ جسے سوائے ایک متقی کی چشم بصیرت کے اِس عالم میں پردۂ غیبوبیت کے نیچے سے نہیں جھانک سکتی۔ تاکہ بھلائی کو وہی پہنچ سکے جو اُس کا خواہشمند ہو۔ البتہ ضعیف انسان ہی کے لئے نظام عالم اور فطرت انسانی کی ساخت میں ایک نور رکھدیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابل توجہ قادئیں

گیا ہے جو حصول تقویٰ میں چراغِ توفیق کا کام دے۔

ایمان بالغیب کا نتیجہ قیام الصلوٰۃ یعنی تعظیم لامر اللہ ہے۔ اور تعظیم لامر اللہ پر متفرع ہوتا ہے۔ مما رزقنٰھم ینفقون یعنی شفقت علیٰ خلق اللہ۔ جو ذریعہ ہے قُرب خداوندی کا الخلق عیال اللہ ۔ اقربھم الی اللہ من انفعھم لعیالہ ۔ پھر تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا یہ خاصۂ طبعی ہے کہ متقی کو اسپر ایمان ہو کہ منزلِ مقصود پر لیجانیکا یہ راستہ صرف اس کو اور اُس کے زمانے والوں کو ہی نہیں دکھلایا گیا بلکہ اُس سے پہلوں کو بھی دکھلایا گیا ہے اور اُس سے پیچھے آنیوالے بھی محروم نہیں رکھے جائینگے۔ بس الآخرۃ سے جو لوگ یہاں یوم الآخر مراد لیتے ہیں وہ کتاب مجید کی صرف سیاق و سباق سے ہی قطع نظر نہیں کرتے بلکہ اُسکی ترتیب طبعی کا بھی انکار کرتے ہیں۔

یہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ نبوت کا مقصدِ اصلی صرف قربِ الٰہی کے راہ پر اُسکی مخلوق کو چلانا ہے۔ اور یہ خود قربِ الٰہی کی آخری منزل ہے۔ اور قربِ الٰہی ایک لامحدود امر ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض لہذا قیامت تک اس کی ضرورت لابدی ہے۔

البتہ شعبۂ شریعت کا تعلق اعمال انسانی سے ہے اور چونکہ وہ محدود ہیں۔ لہذا شریعت بھی محدود ہونی چاہیئے تھی۔ اور اِسی لئے اُس نے اپنا کمال آخر قرآن کریم کے ذریعہ سے حاصل کر لیا۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔

اور یہ امر بھی ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ شریعت کا تعلق صرف اسی دنیا تک محدود ہے۔ آگے عالم عقبیٰ کی نامتناہی ترقیات خدا کے فضل سے متعلق ہیں۔ جسکی کوئی حد نہیں۔ تجارت پیشہ اقوام جو ماپ تول کر لینے دینے کی عادی ہوتی ہیں۔ خدا کو بھی اپنے ترازو پر رکھ لیتی ہیں۔ پادریوں نے جب شریعت کو لعنت قرار دیکر اباحت کی بنیاد رکھی تو یسوع کی دنیا کی بدی کا پلڑا جھکا ہوا دیکھ کر خدا کے اکلوتے کو دوسرے پلڑے میں بٹھلانے کے سوائے انہیں کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔

آریہ جاتی نے اختلافِ احوال کو دیکھ کر جن پر دنیا کا قیام منحصر ہے اور جسمانی عوارض مشاہدہ کرکے جن کے اسباب وہ برائی العین ملاحظہ کر سکتے تھے اور جو بجائے خود حکمت بالغہ پر مبنی تھے۔ اپنے وہم کے گھوڑے دوڑانے شروع کر دیئے اور جیسا کہ دماغی بیماریوں کا باعث جہاں بھوت پریت کا اثر یقین کر لیتے ہیں یہاں اواگون کا ڈھکوسلہ کھڑا کر دیا۔ اور توبہ و انابت اور فضل و کرم خداوندی پر اعتراض کرنے لگ گئے۔ کہ محدود اعمال کا بدلہ لامحدود عطا کرنا ظلم ہے۔ اور یہ نہ سمجھا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظلم منع الشی فی غیر محلہ کا نام ہے۔ یعنی ظلم کہتے ہیں کسی کا حق مار لینے کو یا ایک مستحق کے بدلے ایک غیر مستحق کی نوازش کرنا۔ ایک شخص کے پاس سو روپیہ ہے وہ ایک شخص کو دیدیتا ہے جس کا استحقاق تھوڑا ہے اور باقی زیادہ مستحق لوگ محروم رہ جاتے ہیں۔ لیکن جس کے خزانے میں کمی نہیں۔ وہ اگر تھوڑے استحقاق والے مستحقوں کو زیادہ دے دے تو کیا حرج ہے کیونکہ زیادہ مستحقوں کیلئے بھی تو اُسکے خزانے بھرے پڑے ہیں۔ یہ ڈر نہیں کہ کوئی اُسکے دروازے سے محروم جائیگا۔ لہٰذا سزا کے موقعہ پر فعل اور عقوبت میں ایک نسبت چاہیئے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا لیکن انعام کے موقعہ پر فعل اور معطی کی ہمت کی نسبت ہوگی۔ خواہ فعل کی نسبت سو دے خواہ دس گنا۔ ستر گنا اور سات سو گنا زیادہ دے خواہ بے حساب دے۔ پھر یہ بھی ایٹ رینڈم نہیں۔ بلکہ اِس سچے فلسفہ کے ماتحت ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم۔ اسلام میں نیک عمل کرنیوالے والے کی جزا اسی۔ سچے فلسفہ کے ماتحت بڑھتی جاویگی۔ لینے والے کی سمائی اُس کے خالق اور مالک نے ہی ایسی رکھ دی ہے۔ دینے والے کے خزائن میں کمی نہیں۔ پھر داتا دے اور بھکاری کا پیٹ کیوں دُکھے ✤ غلام مرتضیٰ تمیم

قرآن مجید کی صداقت

کوئی صبح طلوع نہیں ہوتی۔ اور کوئی شام نہیں آتی۔ جب اسلام کی صداقت کا زندہ ثبوت ہمارے سامنے پیش نہیں ہوتا۔ آخری زمانے کی نسبت منجملہ اور خبروں کے یہ دو خبریں بھی تھیں واذا النفوس زوجت اور واذا الصحف نشرت۔ کتابیں پھیل جائینگی اور مختلف ملکوں کے آدمی باہم پیوست ہو جائینگے۔ یہ پیشگوئی۔ اخباروں کی اشاعت ریل تار۔ بے تار برقی سے پوری ہو چکی تھی۔ مگر اس کا پورا پورا انکشاف ان دو ایجادوں سے ہوا ہے۔

(۱) ریڈیم کے متعلق تازہ ترین انکشاف یہ ہوا ہے کہ اس کی مدد سے ہر آواز کو ہزاروں میل تک پہنچایا جا سکتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی جنگل میں ہو یا جہاز میں۔ وہ دور دراز فاصلہ کی سرگرمیوں سے واقف ہو سکتا ہے۔ اور آوازیں بخوبی سن سکتا ہے۔ بہت سی یونیورسٹیوں نے انتظام کیا ہے کہ اُن کے طالب علم دور دراز کے فاصلوں سے قابل اصحاب کی تقریریں سن لیں۔

(۲) بے تار برقی کے متعلق تازہ ترین دریافت یہ ہے کہ اسکے ذریعہ شائع شدہ کتابیں اور پمفلٹ فوراً دوسرے مقامات پر روانہ کئے جا سکتے ہیں۔ اس کا موجد ہنگری کا ایک غریب انجینئر زابو نامی ہے۔ جہاں سے پیغام بھیجا جاتا ہے۔ وہاں پر ٹائپ شدہ یا چھپا ہوا کاغذ رکھ کر برقی لہر چھوڑ دیجاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مضمون دور دراز کے فاصلے پر پہنچ جاتا ہے۔ موجد کا دعویٰ ہے کہ اس ایجاد سے مالکان اخبارات کو بیحد فائدہ پہنچیگا۔ اور وہ بغیر صرف پونڈ کے ایک ہی وقت پر دنیا بھر میں اپنے اخبار شائع کر سکیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آریوں کے اعتراض کا جواب

سوال۔ قرآن کریم کی تعلیم ہے کہ خدا فسادی اور بڑا لڑنے والا ہے۔ دیکھو واللہ اشدّ باساء و اشدّ تنکیلاً ہ جبکہ خدا ہی لڑاکا ہو گیا تو پھر صلح اور امن کون قائم کر سکتا ہے۔

جواب۔ قرآن مجید کی یہ ہرگز تعلیم نہیں ہے کہ خدا فسادی اور بڑا لڑاکا ہے۔ بلکہ وہ ذات پاک محبت کل ارحم الرحمین امن قائم کرنیوالا اور دُنیا کو امن اور سلامتی کی ہدایت کرنیوالا ہے۔ واللہ یدعوا الیٰ دار السّلام۔ خدا دُنیا کو سلامتی کے گھر کی طرف بُلاتا ہے۔ خود لفظ اسلام ہی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اسلام صلح پسندی اور سلامت روی کا نام ہے۔ یہ لفظ اسلام سلم سے مشتق ہے جس کے معنی نرمی اور صلح کے ہیں۔ پس ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو کہ امن امان آزادی اور صلح کا حامی ہو۔ قرآن پاک میں ہے کہ الصلح خیرٌ۔ صلح سب سے اچھی ہے۔ وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً ہ اور خدا کے بندے وہ ہیں جو زمین پر بڑی تواضع اور خاکساری کے ساتھ چلتے ہیں یہانتک کہ اگر جاہل بھی انکو الجھنے کی باتوں سے ستانے لگ جائیں تو بھی مقابلہ میں سلامت روی کی بات کرتے ہیں۔ واذا مرّوا باللغو مرّوا کراماً ہ اور جب بیہودہ بات پر بھی گذریں تو شریفانہ گذریں اور۔ ادفع بالتی ھی احسن ہمیشہ بُرائی کے بدلے بہت بڑی نیکی کر۔ ولا تجادلوا اھل الکتٰب الّا بالتی ھی احسن۔ تم اہل کتاب سے مناظرہ کرو تو نہایت ہی عمدہ طریق پر ادع الیٰ سبیل ربّک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اے نبی تو لوگو نکو دانشمندی اور عمدہ نصائح کے ساتھ خدا کی راہ کیطرف دعوت کر۔ یہ ہے اسلام کی تعلیم۔ کیا کوئی مذہب دُنیا میں اسلامی تعلیم کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔

سو واضح ہو قرآن مجید کی تعلیم یہ ہرگز نہیں ہے کہ خدا لڑاکا ہے۔ ہاں البتہ وید مقدس کی یہ تعلیم ضرور ہے کہ خدا بڑا لڑاکا ہے۔ چنانچہ اسیواسطے وید قریباً سارا جنگ و جدال کے احکام سے پُر ہے اور بار بار ایشور دنیا کو جنگ و جدال کے لئے اُکسا رہا ہے۔ غور سے جنگ کے احکام پڑھو۔ یجر وید ادھیا۔ ۲ منتر ۵۰ وغیرہ اور پوتھی آریہ بھومین مین پنڈت دیانند جی ایک وید منتر کا ترجمہ اسطرح کرتے ہیں۔ اے اگنی تو ہی عام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعریفوں کے قابل ہے اور لڑائیوں میں تو ہی سراہا جاتا ہے جو تیری تعریف نہیں کرتا اس کی فتح کبھی نہیں ہوتی۔ دشمنوں کے مورچے کا گھاتک تو ہی ہے اور سب سے پہلے لڑائیوں میں تو ہی پہونچنے والا ہے اور تو ہی ہمارے دشمنوں کے جیتنے والا ہے اسی واسطے ہماری شکست کبھی نہ ہوگی۔ اب یہاں آپکا وہ اعتراض ٹھیک صادق آسکتا ہے کہ وید کی تعلیم ہے کہ خدا بڑا لڑاکا اور گھاتک دیو ہے جو لڑائیوں میں سب سے پہلے لٹھ لیکر پہونچتا ہے۔ بھلا جب بموجب تعلیم وید پرماتما لڑاکا اور گھاتک دیو ہوگیا تو پھر زمین پر امن اور صلح کون قائم رکھ سکتا ہے یہ سچ ہے کہ لڑاکا شخص خدا کو بھی لڑاکا کہنے کی جرأت کرسکتا ہے۔ مگر جن لوگوں کے دلوں میں خدائے واحد کی عظمت اور جلال نقش کالحجر ہے وہ کبھی خدائے خالق کُل پر ایسا خوفناک الزام لگا نہیں سکتے۔ کیا کوئی عقلمند ایسی ویدک تعلیم کو ایک سیکنڈ بھی ماننے کیلئے تیار ہوسکتا ہے۔

اب رہی وہ آیت جس کی طرف آپکا اشارہ ہے وہ بھی اصول سیاست کیموافق امن ہی کی حامی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولولا دفع اللہ النّاس بعضھم ببعض لفسدت الارض۔ اگر اللہ تعالیٰ بعض قوموں کو بعض قوموں کی دست بُرد سے بچاتا نہ رہتا تو دنیا میں سخت بے امنی پھیل جاتی۔ اسکے موافق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فقاتل فی سبیل اللہ ۚ لا تکلف الا نفسک وحرّض المؤمنین عسی اللہ ان یکفّ باس الذین کفروا ؕ واللہ اشدّ باسًا واشدُّ تنکیلًا ۝ اے نبی اللہ کے راستے میں جہاد کر۔ (اگر اس کام میں تیرے ساتھ اور کوئی شریک نہ ہو) تو تو اکیلا ہی اس کام کیلئے مامور ہے۔ ہاں مومنوں کو بھی اسکی رغبت دلا۔ قریب ہے کہ اللہ ان لوگوں کی شدت روک دے جو دین کے برخلاف اُٹھ کھڑے ہیں۔ اور خدا ہیبت اور رُعب اور سزا میں سب سے سخت ہے۔ اب دیکھو اس آیت میں تو کفّار کی شدّت جنگ کے روکنے اور سخت مخالفت کی حالت میں مدافعت کا حکم ہے۔ فساد وغیرہ کرنیکا کوئی حکم نہیں۔ اور نہ ابتداءً کسی کو جنگ کیلئے اُکسایا ہے۔ ہاں مدافعت کا حکم ضرور ہے اور مظلوموں کو مدد دینے کا وعدہ ہے سو یہ بالکل سچ ہے ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دُعا کردن ✤ اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

واقعی مسلمان مظلوم تھے مکہ معظمہ میں تیرہ سال تک جسقدر مصائب انھوں نے اُٹھائے۔ دُنیا میں اسکی نظیر نہیں ہے۔ کاش کہ آریہ صاحبان تاریخ نبوی سے کچھ واقفیّت رکھتے۔ اور بنظر انصاف دیکھتے تو ضرور آنحضرت صلعم کی حالت اور فوق العادۃ استقلال ہی دیکھ کر صداقت نبوّت کے قائل ہوجاتے جس کی نسبت سر ولیم میور جیسے مخالف اسلام بھی لائف آف محمدؐ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں لکھ رہے ہیں کہ صفحات دہر میں آنحضرتؐ کے ثبات و استقلال کی مثال تلاش کرنا عبث ہے۔ ناظرین تیرہ سال سخت مصیبت اُٹھاتے رہنے اور وطن ترک کر دینے کے بعد بھی کفار نے آپؐ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ جنگ و جدال پر آمادہ ہوئے اور پہلے چھیڑ خانی شروع کی۔ وھم بدؤکم اوّل مرۃ۔ اب حفاظت خود اختیاری اور قانون مدافعت کی رُو سے ضرور تھا کہ مسلمان بھی بُزدل نہ بنتے یا جان دیدیتے یا جان چھوڑا لیتے۔ سو اسی امر کے لئے اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ تم بھی مدافعت کے لئے اُٹھو اللہ پاک تم کو انکی دست بُرد سے نجات دیگا اور اُن کی شدّت جنگ کو روک دیگا کیونکہ خدا سخت لڑائی والا اور سخت عذاب والا ہے۔ جو حق پر لڑتے ہیں اُنکو مدد دیکر دشمنوں پر غالب کر دیتا ہے۔ اور انکے ہاتھ سے مخالفین حق کو سخت سزا دلوا دیا کرتا ہے۔ اور یہی اوکی سخت لڑائی اور سخت عذاب ہے۔ آریو نکی بڑی غلطی ہے جو خدا کے کاموں کو اپنے پر قیاس کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا خود آکر لڑتا ہے اور لڑائی میں آ کُودتا ہے۔ کیا اونکو یہ خبر نہیں ہے کہ خدا کے ہاتھ اور پاؤں نہیں۔ مگر سب سے زیادہ سرعت رکھتا ہے۔ (ستیارتھ ۲۴۵)

اسی طرح تلوار بندوق نہیں لیکن تمام تلوار بندوق والوں پر غالب ہے۔ اور سب سے طاقتور ہے۔ تمام زبردست بہادر اسکے سامنے سر اطاعت خم کرتے ہیں۔ ہر جنگ میں فتح پانے کیلئے اُسی کو مدعو کیا جاتا ہے۔ (یجروید ادھیا ۲۰ منتر ۵۰)

یہی معنی ہیں خدا کے لڑنے کے۔ قرآن شریف اسی کی تفسیر ایک اور جگہ کرتا ہے وھو القاھر فوق عبادہٖ۔ خدا اپنے بندوں پر غالب ہے۔ سب بہادر اسکے حضور سر اطاعت خم کرتے ہیں۔ دوم۔ بَاس کے معنی صرف لڑائی نہیں بلکہ بَاس کے معنی خوف۔ رُعب۔ عذاب اور سختی کے بھی ہیں ایسی صورت میں اشدّ باسًا کے معنی بڑا ہی ذی رُعب اور صاحب ہیبت یہاں کئے جا سکتے ہیں۔ پس اعتراض بھی اُڑ گیا۔ لُغت منتہی العرب دیکھو۔ بَاس بہیم عذاب۔ سختی او مصباح المنیر میں بُوسُ الضرر۔ ذو باس اے ذو شدہ یعنی بَاس کے معنی شدّت سختی و ضرر اور عذاب کے ہیں۔ قرآن شریف میں متعدد جگہ ہے۔ فلما راؤا باسنا قالوا اٰمنّا باللہ وحدہٗ وکفرنا بما کنّا به مشرکین۔ فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راؤا باسنا۔ ایسے ہی اور موقعہ پر قرآن شریف میں بَاس کے معنے خوف و عذاب کے ہیں۔ پھر صورت معترض کا اعتراض عربی کی ناواقفیت پر مبنی ہے۔ ورنہ اسلامی خدا ایسی ناگفتہ بلاؤں سے مبرّہ و منزّہ ہے۔ ہاں بیشک آرین پرمیشور پر از روئے وید وہ اعتراض صادق آتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خداوند کا حُلیہ بائبل میں

پادری صاحبان جو قرآن و حدیث کے الفاظ پر اعتراضات کیا کرتے ہیں وہ اپنے گھر کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔ اسمیں ایسی تشبیہیں بھی ہیں جو خداوند زمین و آسمان کے بارے میں ناموزون ہیں۔ اور ایسی بھی ہیں جنکا کچھ مضائقہ نہیں مگر اسلامی کتب میں دیکھ کر خواہ مخواہ انکا مضحکہ اُڑایا جاتا ہے :۔

باغبان۔ "اور خداوند خدا نے عدن میں پورب کی طرف ایک باغ لگایا"۔ (پیدائش ۲/۸)

معمار۔ "اور میں اُسکے لئے ایک اُستوار گھر بناؤنگا" (سموائیل ۲/۳۵)

سنگتراش "اور وہ تختے خدا کے کام سے تھے۔ اور جو لکھا ہوا (تھا) سو خدا کا لکھا ہوا۔ اور اُنپر کندہ تھا۔ الخ" (خروج ۳۲/۱۶)

نوٹ۔ (یہ تختے پتھر کے تھے)

کمہار "تو بھی اے خداوند تو ہمارا باپ ہے۔ ہم ماٹی (مٹی) اور تو ہمارا کمہار۔ الخ" (یسعیاہ ۶۴/۸)

درزی "اور خداوند خدا نے آدم اور اُسکی جورو کے لئے چمڑے کے کُرتے بنا کے اُنکو پہنائے" (پیدائش ۳/۲۱)

حجام "اُس روز خداوند خدا اُس اُسترے سے جو نہر کے پار کرائے کر لیا یعنی اسور کے بادشاہ سے سر اور پاؤں کے بال مونڈھیگا اور اُس سے داڑھی بھی کھرچی جائیگی" (یسعیاہ ۷/۲۰)

جراح "کیونکہ میں تجھے پھر صحت بخشونگا اور تیرے گھاؤ (زخم) چنگے کرونگا۔ خداوند کہتا ہے" (یرمیاہ ۳۰/۱۷)

قصاب "خداوند کی تلوار لہو سے بھری ہے وہ چربی اور برّوں اور بکروں کے لہو سے اور مینڈھوں کے گُردوں کی چربی سے چکنائی گئی ہے" (یسعیاہ ۳۴/۶)

بردہ فروش "اور تمہاری بیٹوں اور تمہاری بیٹیوں کو بھی بنی یہودہ کے ہاتھ بیچونگا" (یوائیل ۳/۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طمانچے مار۔ اُٹھ اے خداوند اے میرے خدا مجھے بچا کہ تو نے میرے سارے دُشمنوں کے گال پر طمانچے مارے۔ (زبور ۳/۷)

تیر انداز "اُسنے کمان کھینچی اور مجھے اپنے تیر کا ہدف بنایا الخ۔" (نوحہ یرمیاہ ۳/۱۲)

پتنگا کی مانند "اسلیئے میں افرائیم کے لیئے پتنگا سا ہونگا

گھن کی مانند۔ اور یہوداہ کے گھرانے کیلیئے گھن کی مانند ہونگا۔" (ہوسیع ۵/۱۲)

ریچھ کی مانند "میں اُس ریچھ کی مانند جس کے بچے چھین لیئے گئے ہوں الخ۔" (ہوسیع ۱۳/۸)

شیر ببر کی مانند "اسلیئے میں اُن کے لیئے شیر ببر کی مانند ہوا۔" (ہوسیع ۱۳/۷) (و نوحہ یرمیاہ ۳/۱۰)

تیندوا کی مانند "اُس تیندوا کی مانند جو راہ میں بیٹھا ہو میں انکی گھات میں لگا رہا۔" (ہوسیع ۱۳/۷)

چوپان کی مانند "وہ (خدا) چوپان (گڈریئے) کی مانند اپنا گلہ چرائیگا الخ۔" (یسعیاہ ۴۰/۱۱)

قرآن وحدیث سے پیشگوئیاں

زمانہ حال کی نسبت

(سوم)

نار تحشر الناس من المشرق الی المغرب (بخاری) عبداللہ بن سلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا۔ انی سائلك عن ثلث لا یعلمھن الا نبی۔ میں آپ سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں۔ جن کو سوائے نبی کے دوسرا کوئی نہیں جانتا۔ ما اوّل اشراط الساعۃ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہے۔ وما اوّل طعام یاکلہ اھل الجنۃ۔ اہل جنت کا پہلا طعام کیا ہے۔ ومن ای شئی ینزع الولد الی ابیہ۔ کس چیز سے بیٹا اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ آپؐ نے ان سوالات کے جواب میں فرمایا کہ قیامت کی نشانی تو یہ ہے کہ ایک آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے اکٹھا کرکے مغرب کی طرف لے جائیگی۔ اور اہل جنت کا کھانا۔ فزیادۃ کبد۔ مچھلی کا جگر۔ اور مرد کا پانی جب غالب ہوا تو بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ عبداللہ نے جو یہود کا بڑا عالم تھا۔ یہ جواب سُن کر کہا۔ اشھد انك رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس حدیث میں جس آگ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا وہ یہی جنگ یورپ کی آگ ہے جس نے مشرق سے لوگوں کو مغرب میں اکٹھا کیا۔ اور مچھلی کے جگر میں اشارہ کہ اس آخری زمانہ میں جب یورپ کی قومیں مذہب۔ عادات لباس وغیرہ ہر بات میں مشرقیوں کو اپنی طرف اکٹھا کرینگی تو اسوقت جنتی وہی ہونگے جن کی خوراک مومن کے علم کا بڑھا ہوا سر ہو گی۔ یعنی لا الہ الا اللہ کیونکہ مومن کو مچھلی کہا گیا۔ للمومن فی المسجد کالسمک فی الماء۔ اور جگر کی تعبیر علم ہے۔ روایات میں لکھا ہے کہ آخری زمانے کے قحط کیوقت مومنوں کی قوت لا الہ الا اللہ ہو گی۔ قیل فما یعیش الناس فی ذالک الزمان قال التھلیل (ابن ماجہ) و قوت مومن دراں زماں تہلیل و تسبیح و تحمید باشد" (ح) خدا تعالیٰ نے اس آگ کے زمانہ میں ایک مچھلی بھی ایسی ظاہر فرمائی جپر مومنوں کی یہ قوت موجود تھی۔ یعنی اخبار الصباح ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء میں ایک مچھلی کا فوٹو شائع ہوا جس کی دُم پر لا الہ الا اللہ اور شان اللہ۔ قدرتی طور پر منقوش تہا۔ اخبار نئی روشنی اللہ آباد میں زیر عنوان "شانِ کبریائی" اس مچھلی کا ذکر کیا گیا۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کیوقت جو مائدہ اُترا اُس میں بھونی ہوئی مچھلی تھی (عند رأسها ملح و عند ذنبها خل) اس کے سر کے پاس نمک اور دُم کے پاس سرکہ رکھا ہوا تھا۔ اسمیں بموجب دعا۔ تکون عیدا لاولنا و اٰخرنا کے عیسیٰ کی قوم کے پہلوں پچھلوں کی دنیوی نعمت اور اسودگی کا اشارہ تہا کیونکہ نمک کی تعبیر درم نقد اور سرکہ کی مال۔ جس سے آسودگی حاصل ہو۔ مگر مسیح موعود کے طفیل اس روحانی قحط میں جو غذا اہل جنت کو دی گئی لا الہ الا اللہ ہے۔ اس آگ کی پیشگوئی کے ساتھہ باپ بیٹے کی باہمی مشابہت کا ذکر کرنا بھی اشارہ سے خالی نہیں۔ بلکہ سمجھنے والوںکو سمجھایا کہ اس زمانہ میں حضورؐ کا ایک ایسا بیٹا ہو گا جو بالکل آپؐ کے مشابہ ہو گا۔ اسکے شانہ پر وہی علامت ہو گی جو آپکے شانہ پر تہی یعنی حضورؐ کی نبوۃ سے وہ نبی بنایا جائیگا۔ "در کتف او علامتے باشد چنانچہ در کتف حضرت صلعم بود" (حج الکرامہ ص۳۶) آپکا جھنڈا قمیص سیف اسکے پاس ہو گی" یا "وے رائت رسول خدا صلعم ظاہر شود و ہم قمیص و سیف او صلعم (ص۲۶۷) اسلئے عبداللہ بن سلام نے ان تین باتوں کا حال سُنکر جنکا تعلق نبوت کے ساتھہ تہا آپؐ کو رسول مان لیا۔ لیکن آجکل کے علماء مسلمان کہلا کر اور ان پیشگوئیوںکو پورا ہوتے دیکھ کر بھی آپکو ایسا رسول نہیں مانتے جو امت سے کوئی روحانی بیٹا آپکے ورثہ نبوت سے کچھ حاصل کر سکے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنّ شانئک ھو الابتر۔

(۵)

لمقصد تکم نار ھی الیوم خامدہ فی واد یقال لہ برھوت یغشی الناس فیھا عذاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

البہم تاکل الانفس والاموال تدور الدنیا کلہا فی ثمانیۃ ایام تطیر طیر الریح والسحاب حرہا باللیل اشد من حرہا بالنہار و لہا بین السماء والارض دوی کدوی الرعد القاصف ھی من رؤس الخلائق ادنی من العرش قیل یا رسول اللہ اسلیمۃ ھی یومئذ علی المؤمنین والمؤمنات قال واین المؤمنون والمؤمنات یومئذ ھم شر من الحمر یتسافدون کما تتسافد البہائم ولیس فیہ رجل یقول مہ مہ رواہ الطبرانی وابن عساکر عن حذیفۃ بن الیمان۔ البتہ آویگی تمہارے پاس ایک آگ کہ وہ آجکے دن وادی برہوت میں دبی ہوئی ہے تمام لوگوں کو ڈھک لیویگی یعنی سب لوگ اسمیں مبتلا ہو جاوینگے اور اسمیں تکالیف اور عذاب دردناک بھی ہونگے کھالیویگی جانوں اور مالوں کو دورہ کریگی تمام دنیا میں اندر میعاد آٹھ دن کے ہوا بادل کی طرح اڑیگی گرمی اسکی رات میں سخت تر ہوگی دن کی گرمی سے اور اسکے لئے مثل کڑک رعد کے ایک گونجنے والی آواز ہوگی جو آسمان اور زمین کے درمیان گونجے گی اور وہ آگ چھت سے زیادہ تر قریب قریب ہوگی۔ تمام خلائق کے سروں سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ آگ مومن مردوں اور مومن عورتوں پر کیا موجب سلامتی ہوگی تو آپنے فرمایا کہ اسدن مومنین اور مومنات کہاں ہونگے وہ تو گدھوں سے بھی زیادہ بدتر ہونگے چوپائے اور بہائم کیطرح بے شرمی کے کام کرینگے اور کوئی آدمی ان میں ایسا نہ ہوگا جو روک ٹوک ایسے اعمال کی کرتا ہو۔

اس حدیث میں جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ یورپ کے سب واقعات کو بیان فرما دیا۔ اوّل برہوت کے معنوں میں لکھا ہے "چاہیست عمیق در حضر موت۔ ویقال فیہ ارواح الکفار و منہ الحدیث خیر بئر حضرت فی الارض زمزم وشر بئر فی الارض برھوت"۔ حدیث میں جو برہوت آیا ہے اسکے نام میں یہ پیشگوئی تھی کہ جب آخیر زمانہ میں ایک زمزم کا چشمہ پھوٹیگا یعنی قادیان میں مسیح موعودؑ کی نبوت اور تعلیم کا ظہور ہوگا جس کی نسبت ذکریا باب ۱۴ میں پیشگوئی کی گئی" اور اسی دن یوں ہوگا کہ جیتا پانی یروشلم میں سے جاری ہوگا" اسجگہ یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنیکے لئے الٰہی تعلیم کا چشمہ جوش ماریگا۔ اور وہ قادیان ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دارالامان ہے (نزول المسیح صہ۲۲) تو لوگ اس چشمہ نبوت کی قدر نہ کرینگے اسلئے برہوت سے آگ ظاہر ہوگی یعنی ایک جنگ چھڑ جاویگی جسمیں بڑی بڑی خندقیں اور گڑھے کھودے جاوینگے جیسا کہ یسعیاہ باب ۲۴-۲۱ میں ہے" اور اسدن میں ایسا ہوگا کہ خداوند عالی شانوں کے لشکر کو جو بلندی پر ہیں اور سرزمین پر شاہان سرزمین کو سزا دیگا اور وہ ان قیدیوں کی مانند جو گڑھے میں ڈالے جائیں جمع کئے جائیں گے... اور چاند مضطرب اور سورج شرمندہ کہ جسوقت رب الافواج کوہ صیہون پر اور یروشلم میں اپنے بزرگوں کی گروہ کے آگے حشمت کے ساتھ سلطنت کریگا"

چنانچہ اس زمانہ میں عالی شانوں کے لشکر کو جو بلندی پر تھے لوگوں نے دیکھ لیا کہ کس طرح گڑھے میں ڈالے گئے۔ میدان جنگ کے علاوہ شہروں میں بھی اونچے اونچے مکانوں پر رہنے والوں نے ہوائی جہازوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوف سے زمین کے نیچے تہ خانوں میں جا ڈیرے لگائے تھے۔ ایسے عذاب کو دیکھ کر پھر بھی جو بیہ وشلم (قادیان) والے گروہ کا انکار کرے اسکی سمجھ پر ہزار افسوس ہے۔ چاند ان منکروں کے انکار کو دیکھ کر مضطرب ہو گیا سورج کو شرم آگئی۔ اور اوسنے اپنا مُنہ سیاہ پردہ میں چھپا لیا یعنی کسوف و خسوف کا نشان بھی گواہی دے چکا ہے۔ جس طرح آدم کے مظلوم بیٹے کیوقت ایک کوّے نے زمین کُرید کر اسکے ظالم بھائی کو ہمدردی کا سبق دیا اسیطرح جماعت احمدیہ کے دشمن بھائیوں کو جو ہر وقت احمدیوں کے قتل کے درپے ہیں اور بعض وقت ان غریبوں کو اپنے گورستانوں میں بھی دفن نہیں ہونے دیتے سمجھانے کے لئے خدا تعالیٰ نے زمین کو کُریدنے والا ایک کوّا یعنی جنگ کا عذاب جسمیں خندقیں کھودی گئیں ظاہر فرمایا۔ (کوّوں کی تعبیر لشکر) تاکہ قرآن شریف کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو کہ عذاب کے قصّہ کے ساتھ یہ جو خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ۔ من قتل نفسا بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا.... انما جزاؤا الذین یحاربون اللہ و رسولہ الخ اسمیں یہ راز تھا کہ مسیح موعودؑ کے قتل کا منصوبہ تمام دنیا کی تباہی کا موجب ہو گا۔ جیسا کہ حضرت اقدسؑ لکھتے ہیں ؎

"کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو ✤ ہو گئے ہیں اسکا موجب میرے جھٹلانیکے دن"

اور احمدؐ نبی کا مقابلہ کرنیوالے او ینفوا من الارض کے عذاب میں مبتلا ہونگے۔ حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳ میں ہے عن عبد اللہ الصامتؓ قال ان اسرع الارضین خرابا لبصرۃ.... کانی بالبصرۃ کانھا النعامۃ جاثمۃ۔ مُرغ جب زمین کُرید کر سینہ رکھے تو اسکو جثم کہتے ہیں۔ اسمیں بصرہ کیمتعلق پیشگوئی کی گئی ہے کہ اسکی زمین کُریدی جائیگی۔ چنانچہ بصرہ کیطرف ابتک یہ کام جاری ہے۔ غرض۔ فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض اور کانھا النعامۃ جاثمۃ اور نار بر ہوت کا نظارہ دیکھ کر ہمارے غیر احمدی بھائیوں کو چاہیئے کہ قابیل کی طرح اپنے بُرے افعال سے نادم ہوں۔ دوم۔ فیھا عذاب الیم۔ اسمیں دردناک عذاب ہو گا۔ اس جنگ میں اشرف المخلوقات انسان کو عذاب دینے کے لئے طرح طرح کے آلات حرب تیار کئے گئے۔ سوم۔ تاکل الانفس والاموال جانوں اور مالوں کو کھا جائیگی جسقدر جانیں اور اموال اسنے کھا کر ڈکار تک نہ لیا اسکی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں ملتی۔ چہارم۔ آٹھ دنوں میں تمام دنیا کا دورہ کریگی چنانچہ چند دنوں میں یہ آگ ہر ملک میں پھیل گئی یوم سے مُراد سال بھی ہو سکتی ہے۔ اسلئے ممکن ہے کہ اس جنگ کا آٹھ سال سے بھی کوئی تعلق ہو۔ بخاری میں ہے قوم یقرؤن القرآن ولا یجاوز حناجرھم.... لئن ادرکتھم لاقتلنھم قتل عاد۔ ایک قوم ہو گی جو قرآن شریف کو پڑھینگے اور ان کے حلقوم سے نیچے نہ اتریگا دین سے ایسے نکل جائینگے جیسے شکار سے تیر۔ اگر میں ایسے لوگوں کو پاؤں تو قوم عاد کی طرح ان کا رد کروں۔ یہ بات آپنے ایک ایسے شخص کو دیکھ کر فرمائی جس کے حلیہ میں لکھا ہے۔ کث اللحیۃ محلوق۔ کہ اسکی داڑھی گھنی اور سر مونڈا ہوا تھا۔ اسمیں اخیر زمانہ کے ملانوں کا حال بتایا گیا کہ قرآن شریف پر انکا عمل نہیں رہیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نکتہ چین شیعہ مومنین کے ایمان و اخلاص
کی
چھان بین

صفت عدل کو اصول ایمان میں داخل کرنیوالے شیعہ گروہ کی دیانت و عدالت کو دیکھیئے کہ جس برگزیدہ گروہ یعنی مہاجرین و انصار کی وفاداری اور جاں نثاری قرآن شریف سے ثابت اور جن کے خلوص ایمان پر متعدد آیات بیّنات شاہد ہیں۔ اور پھر اس برگزیدہ گروہ کے بھی ... جو سردار اور منتخب شدہ بزرگوار ہوں۔ ان کے تو کیا ہی کہنے ہیں۔ لیکن شیعہ کی مشکل پسند طبیعت ان کو امیر المومنین تو بجائے خود معمولی مومن ماننے کو بھی تیار نہیں۔ بلکہ نعوذ باللہ من ذالک منافق اور رئیس المنافقین وغیرہ وغیرہ خطابات ناصواب و القاب نالائق سے یاد کرکے فخر کرتے ہیں۔ حامیان مذہب نے بیسیوں بے بنیاد مطاعن اور من گھڑت بہتان اور بناوٹی فسانے بنا رکھے ہیں۔ جن کو پڑھ سنکر جاہل تو کیا اچھے اچھے پڑھے لکھے مسلمان بھی حیران و ششدر رہ جائیں۔ چنانچہ قریباً تیس پینتیس سال کا ذکر ہے کہ ہمارے وطن میں شیعہ و سُنّی کا ایک مباحثہ چکوال ضلع جہلم میں منعقد ہوا تھا جس میں شیعوں کی طرف سے مولوی سیّد زین العابدین بٹالوی مباحث تھے۔ اور اہل سُنّت کی طرف سے مولوی محمد حسن حنفی سکنہ بھیں تحصیل چکوال تھے۔ حسب معمول مباحثہ کا موضوع اثبات ایمان شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) تھا۔ چالاک شیعہ مباحث نے بھولے بھالے اور ناتجربہ کار سُنّی مولویوں کو بآواز بلند مخاطب کرکے کہا کہ جن بزرگواروں کو آپ لوگ خلفائے راشدین اور امیر المومنین کے القاب دیتے ہیں۔ پہلے اُن کا معمولی مومن ہونا تو ذرا ثابت کرکے دکھلاؤ۔ آیات و احادیث کے مفاد کو بیچارے عوام تو کیا سمجھیں گے۔ ہم ایک موٹی سی بات پوچھتے ہیں۔ چلو اسی پر فیصلہ ہے۔ وہ یہ کہ بتلاؤ اصحاب ثلاثہ کا ختنہ بھی ہوا تھا یا نہ؟ کیونکہ جب ختنہ ہی نہیں۔ تو پھر وہ مومن مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں؟

اور پھر دوسری طرف ایسے بدظن گروہ کی خوش اعتقادی اور حسن ظن کا اندازہ فرمایئے۔ کہ ان میں سے ہر ایک بشر خواہ وہ دولتمند و خوش معاش ہو یا مفلس محض قلاش۔ حسب و نسب میں شریف و وصیل ہو یا کمینہ و رذیل مزدور اپنے آپ کو مومن جانیگا۔ اور اس کے ہم مشرب بھی اس کو لفظ مومن سے ہی یاد کرینگے۔ خواہ اس میں اُن علامات و نشانات کا نام و نشان بھی موجود نہ ہو۔ جو اُن کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ائمہ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مومنین مخلصین کی شناخت کے لئے کتب معتبرہ میں وارد ہیں ÷

معزز ناظرین! ذیل میں کچھ روایات اس قسم کی آپ کی نذر کی جاتی ہیں جس سے ظاہر ہو گا کہ اس عجیب و غریب فرقہ اسلام کے گوناگوں پیروان کے اندرونی اقسام کس قدر ہیں؟ اور وہ کیسے کیسے بوقلمونی عقائد رکھتے ہیں۔ اور اگر باقاعدہ چھان بین و تجسس کی جائے۔ تو کس قدر حقیقی مومن و مخلص شیعہ باقی رہ جاتے ہیں۔

سچے مومنین کی علامات :۔

ا۔ حامد علیٰ کل حسن لا حقود ولا حسود ولا سباب × × × ولا عیاب × × × لا بفحاش ولا بطیاش لا یھتک ستراً ولا یکشف سراً یستر العیب ویحسن بالناس الظن ویتہم علی العیب نفسہ۔ کل نفس اصلح عندہ من نفسہ۔ لا ینطق بغیر صواب۔ نفسہ منہ عناء والناس منہ فی راحتہ ان حدثوا لم یکذبوا۔ صائمون النہار قائمون اللیل لا یوذون جاراً۔ ملخصاً بقدر الحاجۃ۔ اصول کافی باب علامات المومنین صفحہ ۳۸۹۔

یعنی وہ ہر ایک نیکی کے محرک ہیں۔ نہ وہ کینہ توز ہوتے ہیں نہ حاسد اور نہ سب کہنے والے۔ نہ دوسروں کو عیب لگانیوالے نہ فحش بکنے والے اور نہ طیش میں آنیوالے۔ اور نہ کسی کی ہتک عزت کرنیوالے۔ اور نہ کسی کے راز کو فاش کرنیوالے۔ دوسروں کی عیب پوشی کرتے اور لوگوں پر حسن ظن رکھتے ہیں۔ اور زیادہ تر اپنے نفس کو ہی متہم کرتے ہیں × × × × اس کے نزدیک اس کے نفس سے ہر ایک انسان بہتر ہے۔ بغیر بھلی بات کے مُنہ سے کچھ بولتا نہیں (اس کے زہد کی وجہ سے) اس کا نفس اس سے تکلیف میں رہتا ہے۔ لوگوں کو اس سے راحت پہنچتی ہے × × × اگر وہ بات کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں کہتے۔ دن کو روزے رکھتے ہیں۔ اور ساری رات عبادت میں گذارتے ہیں۔ اور اپنے ہمسایہ کو ایذا نہیں پہنچاتے ÷

۲۔ (ا) عن مفضل قال ابو عبد اللہ علیہ السلام۔ ایاک والسفلۃ فانما شیعۃ علی علیہ السلام من عف بطنہ وفرجہ واشتد جہادہ وعمل لخالقہ ورجا ثوابہ وخاف عقابہ فاذا رایت اولئک فاولئک شیعۃ جعفر۔ اصول کافی صفحہ ۱۹۳

(ب) عن ابی عبد اللہ قال ان شیعۃ علی علیہ السلام کانوا خمص البطون ذبل الشفاۃ اھل رافۃ وعلم وحلم یعرفون بالرھبانیۃ فاعینوا علی ما انتم علیہ بالورع۔ " "

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ج) قال ابو جعفر علیہ السلام انّما شیعۃ علی الحلماء العلماء الذبل الشفاہ تعرف الرّھبانیۃ علےٰ وجوھھم ۔ اصول کافی صفحہ ۴۹۲

(ا) یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا مفضل راوی سے کہ خبردار کمینہ لوگوں کی باتوں پر باور نہ کرنا۔ درحقیقت علی کے شیعہ وہ ہیں۔ جنھوں نے اپنے شکم اور شرمگاہ کو پاکیزہ رکھا اور جہاد پر مستعد ہو کر جس نے اپنے خالق کی خوشنودی کے لئے عمل کیا۔ اس کے ثواب کا امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف رہا۔ جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے۔ تو جان لے کہ یہی جعفری شیعہ یہی ہیں ؛

(ب) امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ تحقیق شیعہ علی علیہ السلام فاقہ کش اور خشک لب مہربانی کر نیوالے صاحب علم اور حلیم الطبع اپنے زُہد سے پہچانے جاتے تھے۔ پس جس حالت میں تم ہو پرہیزگاری اور اجتہاد کی برکت سے اسمیں ترقی کرو ؛

(ج) فرمایا :۔ امام باقر علیہ السلام نے کہ شیعیان علی علیہ السلام علیم حلیم اور خشک لب ہوتے ہیں زُہد کے آثار ان کے چہروں پر نمودار ہوتے ہیں ؛

سچے شیعیانِ علی کی پہچان :۔

انکی پہچان یہ ہے کہ رات دن کی نمازوں میں اکاون (۵۱) رکعات پڑھتے ہیں چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے :۔

" ابراہیم گفت بہ چہ چیز شناختہ میشود شیعہ امیر المومنین۔ حق تعالیٰ فرمود۔ بہ پنجاہ و یک رکعت نماز یعنی در شبانہ روزے گذاردن " الخ کتاب نجم ثاقب میرزا حسین النوری الطبرسی مطبوعہ ایران

اس جگہ یاد رہے کہ ایک مُدّت مدید سے شیعہ کا معمول یہ ہے کہ دن رات کی نمازوں میں صرف سترہ رکعت فرائض پڑھ لیتے ہیں۔ باقی سنن و نوافل ترک کر دیے ہیں۔ گو یا ⅔ حصہ عبادت کا ترک کر کے صرف ⅓ کو کافی سمجھ لیا ہے ؛

سچے شیعہ صرف سات کس ہو گذرے ہیں۔ باقی مدعیان تشیع دروغگو محض ہیں :۔

ملا باقر مجلسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے دولت خانہ پر ایک گروہ حاضر ہوا۔ اور کہلا بھیجا کہ ہم لوگ شیعیان علی ؑ سے ہیں۔ لیکن امام علیہ السلام نے دیر تک ان کو انتظار میں رکھا۔ اور اندر آنے کی اجازت نہ بخشی۔ اور جب ان کو اجازت ملی۔ تو وہ اس قدر روک تھام سے شاکی ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں تم کو کس طرح اجازت دے دیتا۔ جو جھوٹ موٹ کہتے ہیں کہ ہم امیر المومنین علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں۔ حالانکہ آنجناب ؑ کا شیعہ کوئی نہ تھا۔ مگر امام حسن ؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لغت

و امام حسین و سلمان و ابو ذر و مقداد و عمار و محمد بن ابی بکر جنھوں نے اُن اُمور میں ذرا ظہور مخالفت نہ کی۔ جس پر آں جناب نے ان کو مقرر فرمایا تھا۔"

چگونہ شما را منع نہ کنم کہ دعویٰ دروغی میکنید کہ مائیم شیعہ امیر المومنین و شیعہ آنحضرت بود مگر حسن و حسین و سلمان الخ حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۵۹۳۔

اصلی شیعہ مومن عنقا کا حکم رکھتا ہے:۔

ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں:۔ "پس اُن روایات و احادیث پر مغرور نہ ہونا چاہیئے۔ جو مومن و شیعہ کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں۔ اور یقین سمجھنا چاہیئے کہ مومن بہ صفت مومنیت بہت کم ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ جناب صادق فرماتے ہیں کہ مومن سرخ گندھک سے بھی زیادہ نایاب ہے۔"

عین الحیات مجلسی اُردو مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۶۳

ہر ایک مدعی تشیع مومن نہیں ہے بلکہ اکثر ان میں سے کفار ہیں:۔

(ا) لیس کل من قال بولا یتنا مومنا ولکن جعلوا انسا للمومنین۔ صافی شرح اصول کافی باب قلّۃ

(ب) "انّ المومن لقلیل و ان اھل الکفر کثیر"

"یعنی آگاہ باش بخدا قسم کہ بدرستیکہ مومن حقیقی ہر آئینہ کم است و بدرستیکہ اہل کفر کہ اظہار تشیع مے کنند ہر آئینہ بسیار است۔ آیا میدانی کہ برائے چیست خلقت ایں قسم اند طوائف کفار پس گفتم نہ میدانم قربانت شوم پس گفت گردانیدہ شدہ اند باعث انس گرفتن برائے مومنان بیان ایں آنکہ نقل مے کنند برائے آں کفار چیزے را کہ در سینہ ہائے ایشاں است مثل فضائل اہل البیت و مطاعن ائمہ ضلالت۔ پس استراحت مے کنند باآں نقل و ساکن میشوند از وحشت باآں نقل۔" صافی شرح کافی باب قلّۃ عدد المومنین صفحہ ۵۸

یعنی آگاہ ہو خدا کی قسم ہے کہ درحقیقت سچے مومن کم ہیں۔ اور اہل کفر جو اپنے کو شیعہ بتلاتے ہیں بہت سارے ہیں تم جانتے ہو کہ کفار کے گروہوں میں سے اس قسم کی خلقت کس مطلب کیلئے ہے؟ پس میں (راوی) نے عرض کی کہ آپ کے قربان ہو جاؤں۔ میں تو نہیں جانتا۔ پس فرمایا کہ ایسے لوگ جو پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ مومنین کے واسطے اُنس پکڑنے کا باعث ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو چیز ان مومنین کے سینہ میں (مخفی) ہے۔ اسے ان کفار کے آگے بیان کرتے ہیں۔ مثلاً اہل بیت کرام کے فضائل اور گمراہی پھیلانے والے اماموں کے مطاعن۔ پس ان مطالب کو ان کفار کے روبرو ظاہر کر کے دل ٹھنڈا کر لیتے ہیں۔ اور اس بیان کے ذریعے ان کی وحشت مبدّل بہ سکینت ہو جاتی ہے ۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب سے زیادہ دشمنان اہل بیت کرام شیعہ برائے نام ہیں:۔

"لَقَدْ اَمْسَیْنَا وَ مَا اَحَدٌ اَعْدٰی لَنَا مِمَّنْ یَنْتَحِلُ مَوَدَّتَنَا"

(دیکھو کتاب رجال کشی مطبوعہ بمبئی ترجمہ مقلاص ص ۱۹۸)

یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے شام کی۔ اور اس شخص سے زیادہ دشمن ہمارا کوئی نہیں ہے۔ جو جھوٹی ہماری دوستی کا دم بھرتا ہے۔ پھر دوسری جگہ امام موصوف سے مروی ہے کہ فرمایا کہ جب ہمارے مہدی قیام فرما ہونگے۔ تو سب سے پہلے کذاب شیعوں کو قتل کرینگے "لو قام قائمنا بدء بکذّابی الشیعۃ فقتلہم" (رجال کشی ترجمہ مقلاص ص ۱۹۳)

جملہ آیات مذمت منافقین کے اصل مصداق شیعہ برائے نام ہیں:۔

قال ابو عبداللہ علیہ السلام "ما انزل اللہ سبحانہ آیۃ فی المنافقین الا وھی فیمن ینتحل التشیع" (رجال کشی ص ۱۹۳)

ترجمہ۔ فرمایا ہے امام صادق علیہ السلام نے کہ کوئی آیت خدا نے منافقوں کے حق میں نہیں اُتاری مگر وہ اس شخص کے حق میں ہے جو (کام کا نہیں بلکہ نرا) نام کا شیعہ ہے۔

شیعوں کی تین قسمیں:۔

کتاب تحف العقول میں شیخ حسن بن علی بن شعبہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے سنا امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ہمارے بارہ میں تین قسم کے لوگ ہو گئے ہیں:۔

پہلا گروہ تو وہ ہے۔ جو ہم کو دوست رکھتا ہے۔ اور ہمارے مہدی کا منتظر ہے تاکہ ان کے ظہور پر ہماری دولت و ثروت میں وہ بھی فائز ہو۔ یعنی ہماری محبت سے ان کی غرض یہ ہے کہ ہماری سلطنت کے دوران میں ان کی خوش گذرانی اور زندگانی مزے سے کٹے۔ پس انہوں نے تشیع اور محبت کا اظہار کیا۔ اور ہماری باتوں کو تو حفظ کر لیا۔ لیکن ہمارے افعال کی پیروی میں کوتاہی کی۔ یعنی انہوں نے ہماری کردار میں ہماری تابعداری نہ کی۔ پس جلدی خدا ان کو اُٹھا کر دوزخ میں پھینک دیگا۔

دوسرا گروہ وہ ہے۔ جو ہم کو دوست رکھتا اور ہماری باتوں کو سنتا اور ہمارے افعال کی متابعت میں بھی کوتاہی نہیں کرتا۔ لیکن ان کی غرض اس سے یہ تھی کہ درپردہ ہمارے تعلق کے بہانہ سے لوگوں کا مال بٹور کر کھانے پھریں۔ پس خدا ان کے شکموں کو جہنم کی آگ سے بھر دیگا۔ اور بھوک پیاس کو ان پر مسلط کر دیگا۔

تیسرا گروہ وہ ہے۔ جنہوں نے ہمیں دوست رکھا۔ اور ہماری باتوں کو حفظ کیا۔ اور ہمارے احکام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی تعمیل کی۔ اور افعال میں ہماری مخالفت نہ کی۔ یعنی ان کی رفتار اور کردار مطابق ہے۔ ہماری کردار و رفتار کے۔ پس یہی گروہ ہم میں سے ہے۔ اور ہم انہیں میں سے ہیں۔ دیکھو کتاب لولو و مرجان میرزا حسین النوری الطبرسی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۵

شیعیان کوفہ:-

یہ لوگ وہی شیعیان کوفہ ہیں۔ جنہوں نے نہ جناب علی علیہ السلام کے ساتھ وفا کی نہ امام حسن علیہ السلام کے ساتھ۔ نہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ۔ نہ زید شہید فرزند دلبند امام زین العابدین ابن امام حسین کے ساتھ۔ بلکہ سب بزرگان اہلبیت کو باری باری سے اپنی غداری اور مکاری کا شکار بنایا۔ حتیٰ کہ حسب بیان مورخین وہ حق خلافت جس کا یہ ہمیشہ ائمہ اہل بیت کو خاص مستحق جانتے۔ اور اس کی بازیافت کے لئے اکثر مخفی سازشیں کرتے رہتے۔ اور بنی فاطمہ کو اپنی جان نثاری اور نصرت کا یقین دلاتے رہے۔ گو ہر موقعہ امتحان پر بد دلی اور بے وفائی کے بغیر ان نادان دوستوں کے ہاتھ سے کچھ ظہور پذیر نہ ہوا۔ آخر سادات بنی فاطمہ سے خلفائے عباس کو دن دہاڑے چھینے دلانے میں بھی کافی سے زیادہ حصہ لینے والے یہی کوفی ثابت ہوئے۔ دیکھو سپرٹ آف اسلام آنریبل سید امیر علی و مقدمہ تاریخ ابن خلدون کا اردو ترجمہ، جلد دوم صفحہ ۷۶۔

اسی واسطے ان کوفی شیعوں کے بارہ میں شیعہ محققین کو لکھنا پڑا کہ باوجود دعویٰ تشیع اہل بیت کرام و تیا غض خاندان بنی امیہ کے سب کے سب منافق تھے۔ چنانچہ ان کی ایک مشہور معتبر کتاب میں مرقوم ہے۔

"بدانکہ اہل کوفہ جملہ منافق بودند و دعویٰ تشیع کردند و با حضرت امیر المومنین و امام حسین آنہا جہا کردند۔ کہ شنیدہ آید۔ و آں ملاعین دشمن بنی امیہ نیز بودند"

(تذکرۃ الائمہ۔ ذکر حالات حضرت سید الساجدین صفحہ ۱۳۰۸)

منکرین شہادت امام حسین علیہ السلام:-

امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے جو آکر شکایت عرض کی کہ لوگوں نے فضائل روز عاشورا اور فضائل یزیدی احادیث وضع کرلی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا:- "اے پسر عم ان احادیث موضوعہ کا اثر اسلام اور اہل اسلام پر اس سے کمتر ہے کہ جو ایک جماعت کا بیان ہے کہ وہ ہمارے محبت کہلاتے ہیں۔ اور دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ وہ ہماری امامت پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور یہ بھی دعوے کرتے ہیں۔ کہ امام حسین علیہ السلام شہید نہیں ہوئے۔ بلکہ نظر مردم میں ایسا معلوم ہوا کہ وہ شہید نہیں ہوئے ہیں۔ جس طرح کہ عیسیٰ ابن مریم نظر مردم میں قتل ہو گئے دکھلائی دیئے۔ اور فی الواقعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قتل نہیں ہوئے × × × × وہ ہمارے شیعہ نہیں ہیں۔ اور میں ان سے بیزار ہوں × × × خدا غالیوں پر لعنت کرے۔ کہ ہم اہل بیت کے حق میں غلو کرتے ہیں۔ اور حد سے گذر جاتے ہیں۔"

(جلاء العیون اُردو صـ۴۰۶)

رازوں کو فاش کرنیوالے اور قاتلان امام حسین علیہ السلام :-

ا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے ہماری باتوں کو شائع کیا وہ ہمارا قاتل ہے۔ اور قاتل بھی کیسا کہ گویا اس نے ہم کو دیدہ دانستہ قتل کیا۔ اور بھول چوک سے نہیں کیا۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام۔ قال ما قتلنا من اذاع حدیثنا قتل خطاء ولکن قتلنا قتل عمد" اصول کافی باب الاذاعۃ صہ۔ اس کی شرح میں علامہ قزوینی شیعی لکھتے ہیں۔ کہ اس سے مراد یہ ہے کہ باوجودیکہ افشائے راز سے شیعوں کو منع کیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے مخالفت کی ارشاد امام کی۔ اور اس سے وہ فاش کنندہ راز موجب ہوا۔ قتل امام حسین علیہ السلام کا اور اسی طرح اب امام موسیٰ کاظم (بارہ اماموں میں سے ساتویں امام) علیہ السلام کے قتل کا باعث ہوگا۔ اسی واسطے یہ فعل مصداق قتل عمد کا ہوا۔

"مراد این ست کہ چوں نہی از فاش کردن راز با ورسیدہ و مخالفت کردہ تا باعث قتل امام حسین شدہ۔ و باعث قتل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میشود۔ پس قتل عمد است۔"

ارشاد امام زین العابدین علیہ السلام :-

ا۔ کہ بعد واقعہ ہائلہ شہادت سوائے پانچ کس مخلصین کے سب شیعہ مرتد ہوگئے۔

"از حضرت امام زین العابدین روایت کردہ اند کہ مے فرمود کہ تمام مردم بعد از قتل حسین مرتد شدند الا پنج کس" مجالس المومنین ترجمہ یحیٰی بن ام الطویل مجلس پنجم صـ۱۴۴

ب۔ پھر انہی حضرت نے فرمایا۔ قال وَدِدْتُ واللہ انی افتدیت خصلتین فی الشیعۃ لنا ببعض لحم ساعدی النزق وقلۃ الکتمان۔ (اُصول کافی باب الکتمان صـ۴۸۵)

یعنی کاش کہ کوئی تھوڑا سا میرے بازو کا گوشت کاٹ لے۔ اور دو خصلتیں ہمارے شیعوں سے چھڑا دے۔ اوّل زود رنجی۔ اور دوم رازداری کی کمی۔

امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد :-

کہ خدا کی ولایت تو ایک راز تھا۔ جس کو چپکے سے خدا نے جبرئیل کو بتلایا۔ اور جبرئیل نے محمد صلعم کو اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام کو۔ اور جناب علیؑ نے اسکو آگے پہنچا دیا جس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے چاہا خدا تعالیٰ نے۔ لیکن اے شیعو! تم ہو کہ اسکو فاش کرتے پھرتے ہو۔ بھلا تم میں سے کون ہے جو ایک بات کو سُن کر مضبوط پکڑے رہے۔ "ثم انتم تذیعون ذلک من الذی امسک حرفاً سمعہ" (اصول کافی)

امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد :-

صفحہ ۴۹۶

لو انی اجد منکم ثلثۃ مومنین یکتمون حدیثی ما استحللت ان اکتم حدیثی۔ اصول کافی باب قلۃ عدد المومنین۔ یعنی اگر تین مومن ہی مجھ کو ایسے ملجاتے جو میری باتوں کو مخفی رکھتے۔ تو میں کبھی اپنی بات کو ان سے مخفی نہ رکھتا۔ "ما زال سرنا مکتوماً حتی صار فی ولد الکیان فتحدثوا بہ فی الطریق وقری السواد" یعنی ہمارا راز تو مخفی ہی چلا آتا تھا۔ لیکن جب کیان کے فرزندوں کو محرم بنایا گیا تو انھوں نے نواح عراق کے گاؤں گاؤں اور گلی کوچوں میں اُسے مشہور کردیا۔ (مطابق شرح قزوینی)

مرتکبین فواحش :-

صفوان بن مہران الجمال سے مروی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ میں نے آپ سے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے شیعہ جنت میں جائینگے۔ حالانکہ شیعوں میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو گناہ کرتے اور فواحشات کا ارتکاب کرتے ہیں۔ شراب پیتے اور دُنیا کے لطف اُٹھاتے ہیں۔ امام نے فرمایا ہاں وہ جنتی ہیں ؂

"سمعتک تقول شیعتنا فی الجنۃ وفی الشیعۃ اقوام یذنبون ویرتکبون الفواحش ویشربون الخمر ویتمتعون فی الدنیا ھم فقال نعم ھم اھل الجنۃ الی اٰخرہ"

(مجالس المومنین مجلس پنجم ترجمہ صفوان صفحہ ۴۸)

صفات امانت و صدق و وفا سے عاری :-

ابی یعفور راوی سے مروی ہے کہ میں اکثر لوگوں سے ملتا جُلتا ہوں۔ اور یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہوں کہ جو لوگ تم کو دوست نہیں رکھتے۔ اور فلاں و فلاں (کنایہ از ابوبکر و عمر) کو دوست رکھتے ہیں۔ اُن میں امانت، صدق اور وفا پائی جاتی ہے۔ اور جو لوگ آپ کو مانتے ہیں۔ ان میں نہ تو ویسی امانت ہے نہ صدق اور نہ وفا۔ "واقوام یتولونکم لیس لھم تلک الامانۃ ولا الوفا ولا الصدق"

(اصول کافی صفحہ ۲۳۷)

شیعیانِ غالی :-

۱۔ مرازم سے مروی ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ غالیوں سے کہدو کہ خدا کے آگے سچے دل سے توبہ کرو۔ درحقیقت تم فاسق کافر اور مشرک ہو ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"قل للغالیۃ توبوا الی اللہ فانکم فساق کفار مشرک" (رجال کشی صفحہ ۱۹۳)

(ب) ہشام بن سالم سے مروی ہے کہ غالیوں کا جو ذکر ہوا۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ فی الواقع ان میں ایسے ایسے جھوٹے طوفان بنانیوالے ہیں کہ اس صفت میں شیطان بھی ان کا محتاج ہے۔

وقال انّ فیھم من یکذب حتی ان الشیطان یحتاج الیٰ کذبہ (رجال کشی صفحہ ۱۹۲)

(ج) قاسم بن شریک سے مروی ہے۔ کہ میں نے امام صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ مسجد میں بعض لوگ ہیں جو ہماری بھی تشہیر کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو بھی شہرت دیتے ہیں۔ نہ وہ ہم میں سے ہیں۔ اور نہ ہم ان میں سے۔ وہ ہمارا پردہ فاش کرتے ہیں۔ خدا ان کے پردے بھی فاش کرے ہم کو وہ امام مانتے ہیں۔ لیکن خدا کی قسم میں تو اسی کا امام ہوں۔ جو میری اطاعت کرے۔ اور جو نافرمان ہو۔ پس میں اس کا امام ہی نہیں۔ میرے نام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ خالی زبانی جمع خرچ کرتے ہیں۔ پس قسم ہے خدا کی۔ خدا اُن کو اور مجھ کو ایک گھر میں اکٹھا نہ کرے۔

"فواللہ لا یجمعنی اللہ وایاھم فی دار (کتاب الروضۃ فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۷۳)

ح ۔ فصول اذان میں جو شیعہ اشھد ان محمداً رسول اللہ کے بعد اشھد ان علیاً ولی اللہ کہنا ضروری جانتے ہیں۔ اور اسی بناء پر کئی جگہ شیعہ سُنّی میں بڑے بڑے فساد اور جدال بھی ہو چکے ہیں۔ عند التحقیق ثابت ہوا ہے کہ یہ اضافہ بھی اسی غالی گروہ کی ایجاد ہے۔ اور لُطف یہ ہے کہ آج کل اسی بے بنیاد بات پر فریقین شیعہ وسُنّی میں تنازعات پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ محقق بابویہ قمی آج سے ہزار برس پیشتر اس امر واقعہ کا اظہار فرما گئے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے :۔ والمفوضۃ لعنھم اللہ قد وضعوا اخباراً وزادوا فی الاذان محمد وآل محمد خیر البریۃ وفی روایاتھم بعد اشھد ان محمداً رسول اللہ اشھد ان علیاً ولی اللہ مرتین ومنھم من روی بدل ذالک اشھد ان علیاً امیر المؤمنین حقاً الخ (دیکھو کتاب من لایحضرہ الفقیہ باب فصول الاذان والاقامۃ)۔

ترجمہ :۔ خدا لعنت کرے مفوضہ (فرقہ غالیان) پر کہ انھوں نے حدیثیں وضع کیں۔ اور اذان میں یہ کلمہ بڑھا دیا ہے۔ محمدٌ وآل محمدٍ خیر البریۃ۔ اور ان کی بعض روایات میں اشھد ان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ کلمہ اشھد ان علیاً ولی اللہ وارد ہے دو دفعہ کہتے ہیں۔ بعض اس کی جگہ کہتے ہیں ۔ اشھد ان علیاً امیر المؤمنین حقاً۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اماموں کے نائب ونقیب :-

"خدّامنا وقوامنا شرار خلق اللہ" (منتہی المقال مطبوعہ ایران ص۳۷)

کہ ہمارے ملازم اور نائب بدترین خلائق ہیں۔

شیعیان بھنگ نوش :-

مولوی سید عمار علی صاحب نے اپنی تفسیر اُردو میں بھنگ کی مذمت میں خوب لکھا ہے۔ بحوالہ کتاب تنبیہ الغافلین تحریر فرماتے ہیں کہ :- " فرمایا جناب رسول خدا نے کہ جو کوئی ایک لقمہ بھنگ کا کھائے۔ ایسا ہے کہ گویا اس نے اپنی ماں سے ستّر بار ..... کیا" تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ یوسفی دہلی۔ جلد ۱ صفحہ ۳۲۸ اسی طرح آیۃ "والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن" کی تفسیر میں بحوالہ کتاب مذکورہ بالا لکھا ہے۔ کہ شجرہ ملعونہ سے بھنگ کا درخت مراد ہے۔"

اِس روایت کو پڑھ کر خدا جانے سندھ اور نواح ملتان کے بھنگ نوش حوالیان اہل بیت کرام کے دل میں کیا گذریگی۔ جو بھنگ کو شیر مادر کی طرح بلا دریغ پیتے اور اسکو آبحیات سمجھ کر اس کے آسرے پر جیتے ہیں ؛

شیعہ مشائخ حدیث اور اُن کی دیانت کا نمونہ :-

در مختار کشی از فضل بن شاذان روایت نمودہ کہ گفت پدرم سوال نمود کہ تو با بسیاری از مشائخ عامہ صحبت داشتہ۔ چگونہ حدیث از ایشاں نشنیدی گفت استماع حدیث از ایشاں کردہ ام۔ اما چوں بسیارے از اصحاب خودرا دیدہ بُودم کہ چوں استماع علم عامہ وعلم خاصہ کردند۔ ہر دورا باہم مخلوط ساختند تا آنکہ حدیث عامہ را از خاصہ روایت نمودند وحدیث خاصہ را از عامہ۔ پس کراہت داشتم کہ مرا نیز آں خلط وخبط دست دہد۔ ترک روایت حدیث عامہ نمودم واقتصار بہ حدیث خاصہ کردم۔" (مجالس المومنین مجلس پنجم ص۱۷۸ ترجمہ محمد بن ابی عمیر الازدی)

ترجمہ :- مختار کشی میں فضل شاذان سے روایت کی ہے کہ کہا کسی نے کہ میرے باپ نے پوچھا کہ تم کو بہت سے سُنّی شائخ حدیث کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ پھر تم نے اُن سے حدیث کیوں نہیں سُنی۔ کہا کہ مَیں ان سے حدیث سُنتا ہی رہا ہوں۔ لیکن چونکہ میں نے اپنے بہت سے دوستوں کو دیکھا تھا کہ جب وہ سُنّی اور شیعہ دونوں کی حدیثوں کے سُن لینے سے فارغ ہو جاتے۔ تو پھر دونوں کو باہم مِلا جُلا دیتے۔ یہاں تک کہ انھوں نے سُنّیوں کی حدیث کو شیعوں کی طرف سے کر کے روایت کر دیا اور شیعوں کی روایات کو اہل سنت کی طرف سے کر کے۔ پس مجھ کو گوارا نہ ہوا کہ مَیں بھی اس قسم کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلط و خبط میں حصہ لوں۔ سُنیوں کی حدیث روایت کرنا ایک دم ترک کر دیا۔ اور صرف شیعوں کی حدیث روایت کرنے پر قناعت کر لی ؛

حضرات ائمہ کرام شیعہ نواز اور شیعیان سراپا آرزو آز :-

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ شیعہ مہدی کو اُسوقت مانگتے ہیں۔ جبکہ اس تک اُنکی رسائی ہی ممکن نہ ہو۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے اُسے انکو عطا فرمایا تھا۔ ایسے وقت کہ اگر ان کو اسوقت طلب کرتے تو ضرور کامیاب ہو جاتے۔ انکی تشریح میں موئف کتاب لکھتے ہیں کہ حضرت امام کے اس ارشاد کا کہ مہدی کو اسوقت مانگتے ہیں۔ جبکہ اس تک ان کو رسائی ممکن نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ بعد اس کے کہ آثار قیامت کے ظاہر ہو جائیں۔ اور تکلیف ساقط ہو جائے یا بعد مرنے کے یا جب زمین دھنس جائے۔ تو اسوقت مہدی کو طلب کرینگے۔ اور حالانکہ یہ مطلب ان کو حاصل نہ ہو سکیگا۔ اور وجہ اس کی خود ظاہر ہے۔

"ایشاں مہدی را در وقتے مے طلبند کہ ہرگز باو نہ میرسند تا آخر۔ کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ ترجمہ فارسی مطبوعہ ایران صفحہ ۲۵۷۔

(ب) کانوا (الشیعۃ) دائما مشتاقین الی دولۃ قائم آل محمدؐ وھم علیہم یسلّون خاطرھم حتیّ قیل انّ الشیعۃ تربی بالا مانی " (کتاب منتہی المقال)

ترجمہ۔ کہ شیعہ ہمیشہ آل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلطنت کے مشتاق رہتے تھے۔ اور ائمہ کرام علیہم السلام بھی ان کو تسلیاں دیتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک کہاوت مشہور ہو گئی کہ شیعہ (بیچارے) آرزوؤں ہی میں خوش رہتے ؛

(ج) روایت ہے ابی حمزہ ثمالی سے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ جناب علی علیہ السلام نے جو فرمایا تھا کہ مصیبت کی شدت ستّر تک ہے۔ اور پیچھے اس کے وسعت و استراحت ہے۔ حالانکہ ستّر سال پورے ہو لئے۔ اور ہم کو وہ وسعت و استراحت نصیب نہ ہوئی۔ امام نے فرمایا کہ جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے۔ تو خدا کا غضب زمین والوں پر بشدّت نمودار ہوا۔ اور پھر اس وعدہ کو ۱۴۰ سال تک ملتوی کر دیا گیا۔ اور ہم نے تو (بھی) تم کو بتلا ہی دیا تھا۔ لیکن تم نے اس کو مخفی رکھنے کی بجائے آشکارا کر دیا۔ اور اخفا کا پردہ اس کے اُوپر سے ہٹا دیا۔ یہاں تک کہ یہ (راز) مشہور ہو گیا۔ پس اس لئے تو خدا نے اس کو اس وقت سے ٹال دیا۔ اور جب سے خداوند کریم نے خاص اس امر میں ہم کو کوئی خبر نہیں دی (یمحوا اللہ ما یشاء الخ) خدا جس امر کو چاہے۔ ملیا میٹ کر دے۔ جس کو چاہے۔ قائم کر دے۔ اور اس کے پاس ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علم الکتاب (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۹)

(د) کتاب الغیبۃ میں علی بن یقطین سے مروی ہے کہ کہا اس نے کہ جناب ابوالحسن نے مجھ سے فرمایا کہ اے علی اپنے شیعوں کو ان کے ائمہ کرام عرصہ دو سالی میں تربیت دیتے۔ اور ان کی اصلاح حال فرماتے ہیں۔ تو کہ انہیں بجلد خوشحال اور عنقریب ظہور حق کا امیدوار بنائے رکھیں ×× ×× پس ہم اپنے آپ کو ہمیشہ آرزومند اور امیدوار بنائے رکھتے ہیں۔ اگر ہم سے کہا جاتا کہ یہ امر دو سو یا تین سو سال تک نہ ہوگا۔ تو ضرور ہمارے دل سخت ہو جاتے۔ اور اکثر مسلمان اسلام سے ہی برگشتہ ہو جاتے۔ لیکن ہمارے امام ہیں یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہماری سلطنت کا ظہور نزدیک ہے۔ اور جلدی واقعہ ہونیوالا ہے۔ تاکہ شیعوں کی تالیف قلوب ہوتی رہے۔ یعنی تاکہ ان کے دل قابو میں لائیں۔ اور ان کو سختی اور ارتداد سے باز رکھیں۔

"تا اینکہ تالیف قلوب شیعیان نمائند یعنی دلہائے ایشاں را بدست آرند۔ و آنہارا از قساوت و ارتداد نگہ دارند" (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۸)

خواص شیعہ کے لئے بھی اندیشہ ارتداد :-

محمد ابن بابویہ و شیخ طوسی نے بسند ہائے معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شیعوں کو ضرور ایک ایسے بڑے فتنہ میں مبتلا ہونا پڑے گا کہ اس فتنہ میں بہت سے خاص خاص شیعہ بھی دین سے خارج ہو جاینگے۔

"در آں فتنہ بسیارے از شیعیان خاص از دین بدر روند" (رسالت رجعت مجلسی حدیث دہم صد ۳۷)

ماتعین ظہور پرنور حضرت صاحب العصر والزمان :-

شیعہ اثنا عشریہ کے بارھویں امام جو تقریباً گیارہ سو برس سے بفضلہ تعالیٰ متولد اور خیر سے غائب بھی ہیں۔ اور بظاہر جن کے ظہور بہ عجلت کے لئے شیعہ بچارے ہر نماز اور ہر مجلس عزا کے آخر میں صدیوں سے بکمال خلوص و ارادت دست بدعا ہوتے آتے ہیں۔ لیکن امام غائب صاحب ہیں کہ ان کی بارگاہ معلے میں ان مشتاقان جمال کی تمناؤں کی شنوائی نہیں۔ اور مسلسل دیرینہ دعاوں کی پذیرائی نہیں۔ لہذا یہاں پر دو شبہے پیدا ہوتے ہیں۔ کہ یا تو امام صاحب سرے سے زندہ ہی نہیں ہیں۔ اور اگر ہیں بھی تو بباعث شدت امر غیبت کسی ایسی دور دست غار یا دشت پرخار میں انھوں نے بود و باش اختیار کر رکھی ہے کہ نہ جہاں ڈاک پہنچ سکتی ہے نہ پیک صبا رفتار۔ یا چونکہ امام اخبار و اسرار گذشتہ و آیندہ سے واقف کار ہوتے ہیں۔ قدیم کوئی شیعہ رعیت کی صداقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

و نصرت کی کیفیت جس کا پہلے تین ائمہ پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اپنے دور امامت میں بخوبی تجربہ کر لیا۔ امام غائب صاحب کو من و عن تفصیل وار معلوم ہی ہوگا۔ ممکن ہے۔ ابھی تک ان کو اپنے عہد کی شیعہ رعایا کے زبانی دعووں اور دکھاوے کی دعاؤں پر یقین کامل ہی نہ آیا ہو۔

غرض ان دو شقوں میں سے کہ عدم ظہور کے جواب دہ اور باعث یا خود امام ہیں یا رعیت امام۔ ایک شق کا یقینی اور قرین قیاس ہونا ہر ایک دانشمند اور صاحب ذوق سلیم پر مثل آفتاب نصف النہار آشکارہ و روشن ہے۔ تاہم چونکہ داعی کا مرتبہ اور لحاظ بمقابلہ رعیت کے اکثر ہر ملک اور ہر قوم میں خاص طور پر مرعی رکھا جاتا ہے۔ اسواسطے خود شیعہ متکلمین نے بھی جانبین داعی و رعیت کی غیر معمولی غفلت شعاری اور بے نظیر سہل انگاری و ریا کاری پر رائے زنی کرتے ہوئے آخر حضرت امام غائب کو ہی بری الذمہ قرار دیا۔ اور دے دے کر عدم ظہور کا سارا الزام غریب رعیت ہی کے سر تھوپ دیا۔ اسواسطے عدم ظہور امام کا جھوٹا سچا الزام اگر قلم نیاز رقم سے بھی اثنا عشری دوستوں پر ثبت ہو گیا ہے۔ تو یہ تقلید ان ہی کے علماء اعلام کے ہے۔ اس کو میرے ذاتی خیال یا تعصب کی قبیل و قال پر محمول نہ کیا جائے۔ حاشا و کلا۔ چنانچہ مشہور شیعہ فلاسفر ملا عبد الرزاق لاہجی (مصنف گوہر مراد) علت غیبت و عدم ظہور امامؑ پر تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"سبب غیبت از جانب امام نیست۔ بنا برآنکہ معصوم است و واجب است براو ظہور و قیام بامر امامت و اقامت شرائع و ترک واجب از معصوم ممتنع۔ پس سبب غیبت امام از طرف رعیت باشد بنا بر عدم نصرت × × × اگر امام ظاہر باشد و کسے اطاعت او نہ کند ہیچ شکے نیست۔ کہ قدرے در لطف بودن امام حاصل شود × × × و کذالک غائب بودن امام ہرگاہ سبب غیبت امام خوف اعادی و عدم نصرت رعیت باشد ضررے بہ لطف بودن امام نتواں کرد۔ چہ عدم نصرت دریں صورت بمنزلہ عدم اطاعت است درآنصورت" (دیکھو کتاب سرمایۂ ایمان لاہجی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶)

یعنی غائب ہونے کے قصور وار امام نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ معصوم ہیں۔ اور ان پر ظہور فرما کر امر امامت کا قیام اور اجرائے احکام شرعیہ واجبات میں سے ہے۔ اور معصوم سے واجب کا ترک محال۔ پس یہ قصور غیبت امام رعیت ہی پر ہے۔ کیونکہ اپنے امام کی نصرت نہیں کرتے × × × اور اگر امام ظاہر ہو جائیں۔ اور کوئی ان کی اطاعت ہی نہ کرے۔ تو کچھ شک نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ پھر امام کے لطف (پروردگار) ہونے پر اعتراض وارد ہوگا (وہو محال) اور اسی طرح غائب ہونا امام کا ہے۔ سو جس صورت میں امام کے غائب رہنے کا باعث دشمنوں کا خوف اور رعیّت خود کی عدم نصرت ہو تو بھی امام کے لطف ہونے پر خلل انداز (ہرگز) نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں رعیّت کی طرف سے عدم نصرت گویا دوسری صورت میں بمنزلہ عدم اطاعت ہے۔

شیعیانِ خاص الخاص و مومنین سراپا اخلاص:۔

شیعہ دنیا جس میں سینکڑوں برس سے اصحاب ثلاثہ کے مومن یا منافق ہونے کی بحث و تمحیص کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خود اگر وہ اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھے۔ تو اس کو طوعاً و کرہاً ماننا پڑیگا۔ کہ اس کی لاکھوں بلکہ کروڑوں کی تعداد ایمانداری و اخلاص شعاری سے کہاں تک عاری ہے۔ چنانچہ ان کے ایک بہت بڑے فاضل شارح کافی لکھتے ہیں۔ کہ اگر سچے مومن تین سو تیرہ ہی کی تعداد ایک ہی وقت میں (روئے زمین کے شیعوں میں سے) اکٹھے ہو جائیں تو حضرت امام غائب سراپردہ خفا سے آناً فاناً نکل کر منصۂ شہود پر جلوہ گری فرمائیں۔ وہوہذا:۔

"منقول است کہ اگر عدد ایشاں بہ سی صد و سیزدہ کس باہیئت اجتماعی رسد۔ امام ظاہر میشود" دیکھو صافی شرح اصول کافی باب پنجم کتاب الحجۃ زیر شرح حدیث دوم مطبوعہ لکھنو صفحہ ۳۵

لیکن یاد رکھئے۔ خادم ڈنکے کی چوٹ باآواز بلند عرض کرتا ہے۔ کہ سعی بلیغ سے اگر آپ بالفرض ۳۱۳ مومنین کاملین کی تعداد بھی پوری کردیں۔ جب بھی آپ کے امام غائب جو ہزار برس سے متمدن دنیا سے دور و مہجور اور طول طویل غیبت و تنہائی کے ساتھ ازبس مانوس ہو چکے ہیں۔ کبھی ظہور فرما نہ ہونگے جیسے کہ اب تک نہیں ہوئے۔ اور باوجود کمال ضعف و غربت اسلام و ذلّت اہل اسلام ظاہر نہیں ہوتے۔ اور نہ از روئے آیۃ استخلاف اس قسم کا کوئی رسول یا خلیفہ رسول بحیثیت امام مفترض الطاعۃ اپنی اُمّت یا رعیّت سے سینکڑوں برس تک دور و مہجور و مفقود الخبر رہا ہے۔ اگر کوئی ہوا ہے۔ تو براہ کرم اس کو تاریخی طور پر ثابت تو کردو۔ ہمیں گو وہیں میدان۔ لہذا ایں بکمال دلسوزی و ہمدردی آپ کو مایوسی اور تحیّر کی ظلمت سے نکلکر اس نور کی روشنی میں فوراً آجانے کی دعوت عرض کرتا ہوں۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پُرآشوب زمانہ میں حضرت احمدؑ قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام کے قلب پاک پر نازل ہوا۔ اور جس سے ایک عالم مستفید ہو چکا اور ہو رہا ہے ؎

ہشدار گر صاحبدلی بیدار شو گر عاقلی شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایّام را

عاجز خادم حسین۔ ونڈا امیر۔ کوہ شملہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۷۸۶

مخمس

نجیب احمدی علماء سے خطاب

(تضمین بر اشعار آبدار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ)

کیوں نفس گرفتار کیا حرص و ہوا کا — کیوں گرم ہے بازار کیا جور و جفا کا
جاہل نہ بنو چھوڑ بھی دو رستہ خطا کا — "اے مولویو! کچھ تو کرو خوف خدا کا
کیا تم نے سنا تک بھی نہیں نام حیا کا"

کیوں چھوڑ دیا تم نے کہو جادہ ہدیٰ کا — کیوں رستہ لیا تم نے ہے انکار و ابا کا
کیوں بھولتے ہو یاد کرو قول بلیٰ کا — "کیا تم کو نہیں خوف رہا روز جزا کا
یوں سامنا کرتے ہو جو محبوب خدا کا"

تم جب سے ہوئے دولت دنیا کے فدائی — دربار الٰہی میں نہیں تم کو رسائی
حاصل ہے کہاں تم کو وہ تائید خدائی — "ہر جنگ میں کفار کو ہے پیٹھ دکھائی
تم لوگوں نے ہی نام ڈبویا ہے وفا کا"

کہتے ہیں برا اُس کو جو بے مثل حسیں ہے — "بدنام اُسے کہتے ہیں جو ماہ جبیں ہے
دشمن اُسے کہتے ہیں کہ جو دیں کا معیں ہے — "ٹھہراتے ہیں کافر اُسے جو ہادیٔ دیں ہے
یہ خوب نمونہ ہے یہاں کے علماء کا"

کچھ ہوش کرو مولویو! سر تو اُٹھاؤ — کچھ کر کے دکھاؤ۔ یُونہی باتیں نہ بناؤ
پیچھے نہ ہٹو۔ مرد بنو۔ سامنے آؤ — "بیٹھا ہے فلک پر جو اُسے ایتو بلاؤ
چُپ بیٹھے ہو کیوں تم ہے یہی وقت دُعا کا"

آؤ تو ذرا سامنے بیٹھے ہو کہاں تم — ڈھونڈو تو کہیں ملتی، دوراں کا نشاں تم
کہتے رہو عیسیٰ کا جو کرتے ہو گماں تم — "پر حشر تلک بھی جو رہو اشک فشاں تم
ہرگز نہ پتہ پاؤ گے کچھ آہِ رسا کا"

وہ مردِ جواں جس سے کہ دشمن بھی تباہ ہو — وہ فخرِ یلاں جس سے نہ شیطاں کو پناہ ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ نورِ زماں جس سے ہو روشن جو سیاہ ہو — "وہ شاہِ جہاں جس کے لئے چشم براہ ہو
وہ قادیاں میں بیٹھا ہے محبوب خدا کا"

ہے اُسکی دُعا ایک عجب رنگ دکھاتی — تاریکئ عصیاں کو ہے سینے سے ہٹاتی
ہے جامِ مئے عشقِ خدا دل کو پلاتی — "وحشی کو بھی دم بھر میں مہذب ہے بناتی
دیکھو تو اثر آ کے ذرا اُس کی دُعا کا"

لیکھو کو دکھا چھوڑا کہیں قہرِ خدائی — ڈوئی کو کہیں نارِ جہنم ہے دکھائی
ہر دشمنِ اسلام پہ بجلی ہے گرائی — "وہ قوتِ اعجاز ہے اس شخص نے پائی
دم بھر میں اُسے مار گرایا۔ جیسے تاکا"

صد شکر کہ شیدا ابھی نظر آئے ہیں خنداں — ہر دشمنِ احمدؐ جو ہوا خائف و ترساں
موزوں ہے اگر کہدیں یہ سب اہلِ کے مسلماں — "محمود نہ کیوں اس کے مخالف ہوں پریشاں
نائب ہے نبیؐ کا وہ فرستادہ خدا کا"

عبدالرحمٰن شیدا ۔ قادیان

ریویو آف ریلیجنز کی اکیسویں ۲۱ جلد کا اختتام

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس رسالہ کے ساتھ اکیسویں ۲۱ جلد ختم ہوتی ہے ۔ ریویو آف ریلیجنز اُردو کا چارج مارچ میں مجھے ملا میں نے دل و جان سے کوشش کی ہے کہ بلحاظ مضامین ایک نمبر دوسرے سے بڑھ چڑھ کر نکلے ۔ اور احباب جماعت کے پاس ایسا ذخیرہ معلومات جمع ہو جائے جس سے نہ صرف اپنے اطمینان قلب میں اضافہ پائیں ۔ بلکہ طالبانِ حق کی بھی تسلی کر سکیں ۔ اور مخالفین پر حجت ملزمہ قائم ہو ۔ ٹھوس علمی لٹریچر پڑھنے کے لئے دماغ پر زور دینے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اس لئے اغلب ہے کہ بعض دوستوں کو رسالہ کی یہ طرز پسند نہ ہو ۔ مگر میں ان کے افادہ کے لئے ایسا کرتا ہوں ۔ میں چاہتا ہوں کہ یورپ میں آجکل جو اعتراضات اسلام پر ہوتے ہیں ۔ اُن کے جواب دئے جائیں اور وہاں جن اصول پر تبلیغ و اشاعت کا کام ہو سکتا ہے ۔ انکو واضح کیا جائے ۔ اس کے لئے انگریزی تعلیم یافتہ احباب کرام کی اعانت و توجہ کا محتاج ہوں ۔ یہ امر بھی ظاہر ہے کہ مارچ سے رسالہ کا ہر نمبر بجائے ۴۰ صفحے ۴۸ صفحے حجم پر ٹھیک وقت پر شائع ہوتا رہا ہے ۔ اور لکھوائی و چھپوائی کاغذ کی طرف بھی میں نے اُس سامان طباعت کے لحاظ سے جو قادیان میں میسر ہے ۔ پوری توجہ دی اور محنت کی ہے ۔ دُعا فرمائیے کہ اگلے سال بیش از بیش خدمت دین کا موقعہ ملے ۔

ناچیز اکمل عفا اللہ عنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام خریداران رسالہ نوٹ کرلیں

۱۔ ریویو و تشحیذ کا کھاتہ ایک کیئے جانے کی وجہ سے ہر خریدار کا نمبر خریداری بدل جائیگا۔ آیندہ اپنی اپنی چٹ پر نمبر خریداری دیکھ کر اسکے مطابق ہم سے خط و کتابت کریں۔

۲۔ جن دوستوں نے تاحال چندہ سالہائے ماقبل بالخصوص ۱۹۲۱ء نہیں دیا وہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں یا جلسہ سالانہ پر لیتے آویں ورنہ جنوری ۱۹۲۳ء سے رسالہ ان کے نام نہیں بھیجا جائیگا۔ اور مجھے امید ہے کوئی دوست ریویو کی خریداری سے علیحدہ نہیں ہوگا۔ لوکل خریداران قادیان بھی توجہ فرمائیں جو قیمت کے مطالبہ کی وجہ سے نصف رہ گئے ہیں۔

۳۔ سالانہ قیمت تین روپے ہے اور طالب علم و غیر احمدی کے لئے اڑھائی روپے۔

۴۔ اگر کسی صاحب کا پتہ غلط لکھا جاتا ہے یا کوئی تبدیلی اپنے خطاب یا مقام وغیرہ کے نام میں مقصود ہو تو ہمیں جلد اسی اطلاع دیں کیونکہ چٹیں نئی چھپ رہی ہیں ان میں اصلاح کردی جائے۔

۵۔ فہرست مضامین ۱۹۲۲ء کوشش کی جائے گی کہ جنوری ۱۹۲۳ء کے رسالہ کے ساتھ بھجوا دی جائے۔

انجمن تائید اسلام لاہور کے رسالہ ماہ ستمبر کا جواب

ماہ اگست کے رسالہ کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے اب ستمبر کے رسالہ کا جواب بھی چھپ چکا ہے جو بک ڈپو تالیف و اشاعت سے ۱/۲ روپیہ سینکڑہ کے حساب منگوایا جا سکتا ہے

اسکے علاوہ ہمارے مکرم دوست میر قاسم علی صاحب نے بھی احمدی کا ایک نمبر پیر بخشی ٹریکٹوں کے جواب میں نکالا ہے ماشاء اللہ میر صاحب معاندین سلسلہ احمدیہ سے نپٹنے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ فقد بلشت فیکہ عمراً پر جو اعتراض منشی پیر بخش صاحب نے کیئے ہیں ان کا خوب قلع قمع کیا ہے۔ ۴۲ صفحے کا رسالہ قابل دید ہے۔ احباب ایسی ایسی تحریریں دیکھیں اور اشاعت کرنیکے لئے رسالہ احمدی کے خریدار بنجائیں۔

جلسہ پر آنے والے احباب

اس بات کے لئے تیار ہو کر آئیں کہ حضرت مسیح موعود کے ارشاد کی تعمیل میں اگر خود خریدار نہیں تو خریدار بننا ہے اسکے علاوہ ایک ایک خریدار ریویو کو دینا ہے۔

نیز ۱۹۲۳ء کی قیمت پیشگی جمع کردینی ہے تاکہ وی پی وغیرہ میں ان کا اور ہمارا خرچ نہ ہو۔

مینیجر ریویو۔ قادیان دارالامان

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر ایس کے برمن دوائیاں ۲۸ سال سے تمام ہندوستان میں بک رہی ہیں۔

کولا ٹانک

زیادہ فکر یا محنت یا غم و بیماری و تبدیل آب و ہوا کے سبب سے بدن کمزور ہو گیا ہو۔ تو اسکو استعمال کیجئے۔ نئی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ دم کو بڑھاتا ہے۔ اسلئے گھوڑے کی سواری پہاڑ کی چڑھائی کثرت کاروبار۔ پڑھنا وغیرہ کاموں میں پہلے اس کو استعمال کرنے سے دم نہیں پھولتا۔ یہ ہول دل۔ دھڑکن کو روکتا ہے۔ رات کو جاگنا ہو۔ تو اس کو پی لیجئے۔ تھکان نہیں ہوگا۔ یہ شراب اور افیون کی عادت کو چھڑاتی ہے۔ قیمت ۳۲ خوراک کی شیشی ایک روپیہ چار آنہ ؛

پین ہیلر

یہ ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی درد۔ موچ۔ چوٹ۔ گٹھیا کے سبب جوڑوں یا گانٹھوں میں ریاح یا سردی کے سبب کمر۔ کولہا۔ پنجر۔ گردن یا اینٹھن وغیرہ سے جیسا بھی درد ہو۔ پین ہیلر کی مالش سے فوراً جاتا رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ۔ محصولڈاک ۶؍ ؛

سالسہ

یہ آپ جانتے ہیں کہ انسان کی زندگی خون ہی ہے۔ اسلئے خون کا صاف رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ڈاکٹر ایس کے برمن کا آیوڈائڈ سالسہ نہایت درجہ مفید ثابت ہوا ہے۔ اسمیں کسی چیز کا پرہیز نہیں ہے۔ اس سالسہ میں خاص کر پوٹاش آیوڈائڈ وغیرہ چند از مودہ ادویات ملا کر بنتا ہے۔ اسلئے تمام سالسوں سے مفید ثابت ہو رہا ہے۔ گرمی۔ آتشک۔ گنٹھیا وغیرہ یا پارہ ملی ہوئی ادویات کے استعمال سے اگر خون بگڑ گیا ہو تو اسکو استعمال کیجئے۔ قیمت فی شیشی عہ؍ ؛

جلاب کی گولیاں

یہ چکنی چکنی جلاب کی بے ذائقہ گولیاں کل میں بنتی ہیں۔ اور اس لئے وزن میں مساوی ہوتی ہیں۔ رات گولیاں کھا لیجئے۔ علی الصباح بغیر گرمی۔ مروڑ کے پیٹ صاف ہو جائیگا۔ اور لطف یہ کہ کھانے نہانے کام کاج کی کچھ ممانعت نہیں۔ قیمت ۱۶ گولیوں کی ڈبیہ ۹؍

نوٹ:۔ ہمارے یہاں کی دوائیاں ہر جگہ دوکانداروں دوا فروشوں اور ایجنٹوں کے پاس ملتی ہیں ؛

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن نمبر ۵ تارا چند دت۔ اسٹریٹ۔ کلکتہ